تجلّیاتِ حکمت

علّامہ نصیرالدّین نصیر ہونزائی

شائع کردہ

خانۂ حکمت ـ ادارۂ عارف

تجلیاتِ حکمت

یکے از تصنیفات

علّامہ نصیر الدّین نصیر ہونزائی

لسانُ القوم

حکیمُ القلم

شائع کردہ

خانۂ حکمت - ادارۂ عارف

۳-اے، نور ویلا - ۲۶۹ - گارڈن ویسٹ کراچی ۳ - (پاکستان)

دینی کتب کا مطالعہ

پئے علم چون شمع باید گداخت
کہ بے علم نتوان خدارا شناخت

ترجمہ: علم کی خاطر موم بتی کی طرح پگھل جانا چاہیئے، کیونکہ جب تک علم نہ ہو تو خدا کی پہچان نہیں ہو سکتی ہے۔

عزیز و محترم (ریٹائرڈ) صوبیدار میجر شاہین خان ان بڑے خوش نصیب اور سعادت مند انسانوں میں سے ہیں جو بسا اوقات مطالعۂ دینی کتب جیسی علمی عبادت میں مصروف رہتے ہیں، آپ کو خداوندِ تعالیٰ نے تمام تر نیک عادتیں اور اعلیٰ صلاحیتیں عنایت کر دی ہیں، اسی وجہ سے آپ اپنی عسکری زندگی میں ہر بار اور ہمیشہ کامیاب، نیک نام اور سر بلند ہو گئے، الحمد للہ۔

آپ کا شجرۂ نسب یہ ہے: ریٹائرڈ صوبیدار میجر شاہین خان ابنِ محمد خان، ابنِ بائے خان، ابنِ رستم خان، ابنِ غلام خان، ابنِ لگشر خان، ابنِ عاشور خان، ابنِ دودار خان۔

آپ کے نیک بخت اور ایمانی اہلِ خانہ کے اسماء یہ ہیں: نیک خصلت زوجۂ محترمہ ثریا بانو، نورِ چشم بیٹا ریاض شاہین عمر ۱۰ سال، نورِ نظر بیٹی رضیہ شاہین عمر ۸ سال اور نورِ عین اعجاز شاہین عمر ۶ سال، عاجزانہ دعا ہے کہ پروردگار

عالم اپنی بے پایان رحمت سے اس عزیز خاندان کو دین و دنیا کی کامیابی سے سرفراز فرمائے! آمین یارب العالمین !!

ن۔ن۔(حبِّ علی) ہونزائی
ذوالفقار آباد۔ گلگت
۶ محرم الحرام ۱۴۱۵ھ / ۱۷ جون ۱۹۹۴ء

ISW LS
Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

فہرستِ مندرجات

شمار	عنوان	صفحہ
۱	افتتاحیہ	۷
۲	توصیفِ قلم	۱۴
۳	فہرستِ دائرہ نما حکمتیں	۱۶
۴	دائرہ نما حکمتیں	۱۹
۵	قیامت اور معرفت	۴۱
۶	جوہرِ کائنات	۴۸
۷	حکمت آموز نصیحت	۵۰
۸	تراشۂ نوائے وقت	۵۷
۹	٫ روزنامۂ جنگ	۶۰
۱۰	٫ اخبارِ جہاں	۶۲

ISW LS Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science Knowledge for a united humanity

ISW LS
Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

This Page Intentionally Left Blank

افتتاحیہ

۱۔ بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔ اَلَمۡ تَرَوۡا اَنَّ اللّٰہَ سَخَّرَ لَکُمۡ مَّا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الۡاَرۡضِ وَاَسۡبَغَ عَلَیۡکُمۡ نِعَمَہٗ ظَاہِرَۃً وَّبَاطِنَۃً (۲۰/۳۱) کیا تم لوگ نہیں دیکھتے کہ اللہ نے آسمانوں اور زمین کی ساری چیزیں تمہارے لئے مسخر کر رکھی ہیں، اور اپنی ظاہری و باطنی نعمتیں تم پر تمام کردی ہیں (۲۰/۳۱) حقیقت کو سمجھنے اور سمجھانے کی خاطر دوستانہ سوال و جواب کا طریقہ ہمیشہ مفید رہا ہے، چنانچہ یہاں پوچھنا یہ ہے کہ یہ تسخیرِ کائنات کس قسم کی اور کس درجے کی ہے؟ مادّی ہے یا روحانی؟ یا دونوں ہیں؟ کیا اس احسانِ خداوندی میں سب دنیا والے شریک ہیں؟ یا یہ کچھ خاص لوگوں کے لئے ہے؟ قرآن اور اسلام کی باطنی نعمتیں کیا کیا ہو سکتی ہیں؟ آیا یہ درست ہے یا نہیں، کہ مذکورہ نعمتیں مادّی نہیں ہیں؟ کیونکہ مادّی نعمتوں میں دوسرے لوگ ہم سے بہت آگے ہیں، پس تسخیرِ کائنات مومنین و مومنات کے لئے ایک باطنی راز اور رُوحانی احسان ہے، اور باطنی نعمتوں سے مراد باطنی علم و معرفت اور تاویلی حکمت ہے، اور معلوم ہے کہ ہر مثال میں ظاہر کے مقابلے میں باطن اعلیٰ و افضل ہوا کرتا ہے۔

۲۔ باطنی نعمتوں کی اہمیت و فضیلت کا اندازہ اس حدیث شریف سے

ہو سکتا ہے ، ارشادِ نبوی ہے ؛

إِنَّ لِلْقُرْآنِ ظَهْرًا وَبَطْنًا وَلِبَطْنِهٖ بَطْنًا إِلٰى سَبْعَةِ أَبْطُنٍ، وَفِيْ رِوَايَةٍ إِلٰى سَبْعِيْنَ بَطْنًا = یقیناً قرآن کا ایک ظاہر اور ایک باطن ہے ، اور باطن در باطن کا سلسلہ سات بواطن تک ہے ، اور دُوسری روایت کے مطابق ستّر بواطن تک ہے ۔ آیا اسی طرح قرآنِ پاک میں بے شمار باطنی نعمتیں موجود نہیں ہیں ؟ اگر ہیں تو آخر کس کے لئے ہیں ؟

۳۔ اس نوعیت کی ایک اور حدیث صادقِ آلِ محمد علیہ السّلام سے مروی ہے ؛

كَلَامُ اللّٰهِ عَلٰى أَرْبَعَةٍ : اَلْعِبَارَةُ، وَالْإِشَارَةُ، وَاللَّطَائِفُ، وَالْحَقَائِقُ. اَلْعِبَارَةُ لِلْعَوَامِّ، وَالْإِشَارَةُ لِلْخَوَاصِّ، وَاللَّطَائِفُ لِلْأَوْلِيَاءِ، وَالْحَقَائِقُ لِلْأَنْبِيَاءِ = کلامِ الٰہی چار وجوہ پر ہوا کرتا ہے : عبارت ، اِشارت ، لطائف (نکتہ ہائے مخفی) اور حقائق ، پس عبارت عوام کے لئے ہے ، اِشارت خواص کے لئے ، لطائف اولیاء کے لئے ہے ، اور حقائق انبیاء کے لئے ۔ مذکورہ دونوں حدیثوں سے یہ حقیقت روشن ہو جاتی ہے کہ قرآن فہمی کے بہت سے درجات ہیں ، جیسے خود قرآنِ کریم علمی درجات کا ذکر فرماتا ہے :-

نَرْفَعُ دَرَجٰتٍ مَّنْ نَّشَآءُ ۭ وَفَوْقَ كُلِّ ذِيْ عِلْمٍ عَلِيْمٌ (۱۲/۷۶)

ہم جس کے درجے چاہتے ہیں بلند کر دیتے ہیں ، اور ہر علم والے سے دُوسرا

Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

علم والا بڑھ کر ہے (۲۹/۱۲)۔

۴۔ جیسا کہ آپ سب حقیقت سے باخبر ہیں کہ احادیثِ صحیحہ میں قرآن کی تفسیر ہے، چنانچہ امامِ زمان صلواۃ اللہ علیہ وسلامہ کی پاک نورانیت میں خزائنِ علم و حکمت کی حیثیت سے اللہ کے "کلمات التّامّات" ہوتے ہیں، جن کا تذکرہ دعائیہ حدیثوں میں ہوا ہے، کیونکہ وہ خزائنِ اسرار ہونے کی وجہ سے زبردست پُر ماثر ہیں، لہٰذا قرآنِ پاک میں ان کی اس طرح بے حد تعریف و توصیف ہوئی ہے:-

وَلَوْ اَنَّ مَا فِي الْاَرْضِ مِنْ شَجَرَةٍ اَقْلَامٌ وَّالْبَحْرُ يَمُدُّهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖ سَبْعَةُ اَبْحُرٍ مَّا نَفِدَتْ كَلِمَاتُ اللّٰهِ

(۲۷/۳۱) زمین میں جتنے درخت ہیں، اگر وہ سب کے سب قلم بن جائیں، اور سمندر (دوات بن جائے) جسے سات مزید سمندر روشنائی مہیا کریں تب بھی اللہ کے کلماتُ التّامات کی علمی ومناحت ختم نہ ہوگی۔ ان کلماتی خزانوں میں اسقدر بے پایان علم و حکمت ہونے کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ علمی کائنات کو پیٹتا بھی ہے اور پھیلاتا بھی ہے، جس طرح ایک آدم سے بے حدّ و بے حساب انسانوں کو پھیلا دیتا ہے، اور دوسرے آدم میں بصورتِ ذرّاتِ ارواح سمیٹ لیتا ہے۔

۵۔ بفضلِ الٰہی "تجلّیاتِ حکمت" کے نام سے یہ ایک کتابچہ آپ کے سامنے ہے، جس میں "تصوّرِ آفرینش" کی لا ابتدائی ولا انتہائی کے ثبوت میں چالیس دائرہ نما حکمتیں درج کی گئی ہیں، کیونکہ قرآنی آیات ہوں یا آفاق و انفس

کی آیات، ان میں کوئی ایسی آیت نہیں جس میں حکمتِ دائرہ نما کا کوئی اشارہ موجود نہ ہو، پھر یہ قانونِ فطرت کا بہت بڑا راز کیوں نہ ہو کہ ہر چیز پر بتحریرِ الٰہی حکمتِ دائرہ نما نقش ہے۔

۶۔ اب یہ سوال برمحل ہے کہ اس کتابچے کو تجلیاتِ حکمت کن معنوں میں کہا گیا ہے؟ انشاء اللہ اس کا جواب کافی دلچسپ اور مفید ہوگا، وہ یوں ہے کہ شیخ عطارؒ نے کہا:

چشم بکشا کہ جلوۂ دلدار
متجلیست بر در و دیوار

ترجمہ: آنکھ کھول کہ معشوق (کے حسن و جمال) کا جلوہ در و دیوار سے ظہور پذیر ہو رہا ہے۔ وہ اوّل بھی ہے، آخر بھی، ظاہر بھی ہے اور باطن بھی (۵۷/۳) لہٰذا وہ لامحدود ہے، یعنی وہ عالمِ غیب میں محدود نہیں، وہ کہاں نہیں، ہر جگہ موجود و حاضر ہے، وہ گویا دیدار دینے کے لئے منتظر ہے، مگر عاشقوں کی آنکھ کھل جانے میں دیر لگ رہی ہے۔

۷۔ محبوبِ جان کی کوئی بھی تجلّی علم و حکمت کے اسرار سے خالی نہیں، کیونکہ تجلّی میں ظہورِ صفات کا تصوّر ہے، جس کا ادراک عقل ہی بہتر طریقے سے کر سکتی ہے، جیسے تجلّیٔ طور ایک بار مقامِ رُوح پر ہوئی، اور دُوسری بار مرتبۂ عقل پر، دونوں قسم کی تجلیوں میں علم و حکمت کے خزانے ہیں، یہ سوچنا کیونکر درست ہو سکتا ہے کہ کوہِ طورِ ظاہر خدا کی تجلّی سے ریزہ ریزہ ہو گیا، حالانکہ آیۂ مصباح (۲۴/۳۵) کے مطابق اللہ تعالیٰ کائنات

کی بلندی و پستی کا نور ہے، جس سے آسمان و زمین کے قیام و بقا وغیرہ کے بے شمار فائدے ہیں، اور نور سے بربادی کے معنی میں کائنات ریزہ ریزہ نہیں ہوتی۔

۸۔ ہر بار کسی بڑے عرفانی راز کا منکشف ہوجانا تجلی اور عقلی دیدار ہے، جس میں بہت سی علمی نعمتیں ہیں، کیونکہ ایک حدیثِ قدسی کے مطابق اللہ گنجِ مخفی ہے، لیکن یہ خزانہ علم و حکمت اور اسرارِ معرفت ہی کا ہے، اور کسی دوسری چیز کا ہرگز نہیں، ہر عارف جب کنزِ مخفی کو حاصل کرلیتا ہے، تو اپنی حقیقت یا انائے عُلوی کو ازلی و ابدی طور پر اس کے ساتھ ایک پاتا ہے۔

۹۔ عالمِ عقل کے تمام اسرار دائرہ نما ہیں، جن کے زیرِ اثر عالمِ روحانی اور عالمِ جسمانی کی ہر چیز دائرہ نما یا مُستدیر ہے، یہی علامت لاابتدائی و لاانتہائی کی ہے، کیونکہ یہ بات ممکن ہی نہیں کہ پہلے یا بعد میں کبھی خدا کی نعمتیں موجود نہ ہوں، بلکہ حقیقت یہ ہے کہ دنیا کی ساری چیزیں ایک طرف خزائنِ الٰہی سے آتی ہیں (۲۱:۱۵) اور دُوسری طرف ان خزانوں میں جاتی ہیں، جس طرح دُنیا کے ہر خزانے کا یہی نظام ہوا کرتا ہے کہ ایک جانب سے سِکّہ وغیرہ شاہی خزانے میں جمع کیا جاتا ہے، اور دُوسری جانب سے خرچ ہوتا ہے، اور یہ ایک ایسا گول سلسلہ ہے جو ہمیشہ چلتا رہتا ہے۔

۱۰۔ حکیم سنائی کا یہ شعر قابلِ توجّہ ہے:

بمیر اے دوست پیش از مرگ اگر عمرِ ابد خواہی
کہ ادریس از چنین مُردن بہشتی گشتہ پیش از ما

اے دوست! اگر تُو ابدی زندگی چاہتا ہے تو (اضطراری) موت سے پہلے ہی مر جا، کیونکہ حضرتِ ادریسؑ اسی طرح مر کر ہم سے پہلے بہشتی ہو چکا ہے۔ جیسا کہ ارشاد ہے:

وَرَفَعْنٰهُ مَكَانًا عَلِيًّا (۱۹/۵۷)۔

اور ہم نے ان (یعنی ادریسؑ) کو اونچی جگہ (بہشتِ روحانیت پر) اُٹھا لیا تھا۔

۱۱۔ اللہ تبارک و تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ "القلم ایوارڈ" کی دوسری تقریب توقع سے بہت زیادہ کامیاب ہوئی، روزِ جمعہ اپنے دامن میں ہمارے عزیزوں کے لئے بہت ساری برکتیں لے کر آیا تھا، ۲۹، ذوالحج ۱۴۱۴ھ جون ۱۹۹۴ء کا بڑا اہم تاریخی دن ہمیشہ یاد رہے گا، اس بابرکت جشن کو سب کے لئے مفید بنانے کی غرض سے جو ایڈوائزری بورڈ قائم ہوا ہے، وہ لائقِ تحسین ہے، ہماری ریجنل برانچ گلگت کے عملداران و ممبران کی بے مثال سوچ، سکیم، وقت کی قربانی اور جان فشانی کی تعریف و توصیف کا حق ادا نہیں ہو سکتا، شمالی علاقہ جات کی تمام نیک بخت رُوحیں مجھے از حد عزیز ہیں، خصوصاً ہر کامیابی کے موقع پر میں ارضی فرشتوں سے فدا ہو جانا چاہتا ہوں۔

۱۲۔ مذکورہ تقریب میں کوئی ایک خوشی نہ تھی، بلکہ خوشیوں اور شادمانیوں کا ایک طوفانی عالم تھا، میں خاص کر اُس وقت روحانی سرور سے مست و

مغلوب ہوگیا، اور کپکپی کے زیرِ اثر آنے لگا، جبکہ میری ایک اُردو نظم ترنم اور موسیقی کے ساتھ پڑھی جارہی تھی، لیکن شرم کے مارے بصد کوشش اپنے آپ پر کنٹرول کیا، چونکہ ایک فرد کی خوشی کے مقابلے میں جماعت کی اجتماعی خوشی کا وزن بہت زیادہ ہے، اسی وجہ سے تذکرہ کرتا ہوں کہ شاید ہماری جماعت کی دلجوئی اور تمام اہلِ قلم کی ہمت افزائی کی خاطر اس بندۂ ناچیز کو ایک بہت بڑا ٹائٹل "حکیم القلم" عطا کیا گیا، یہ مہربانی جناب محمود خان صاحب چیف کمشنر برائے شمالی علاقہ جات گلگت نے کی، ہر چند کہ میں اس قابل نہیں ہوں، لیکن جب رحمتوں کا طوفان آجائے تو اس کیلئے یہ کہنا غیر ممکن ہے کہ میں تیار نہیں ہوں، مجھ میں ایسی کوئی اہلیت نہیں ہے۔

۱۳۔ آج کی یہ قابلِ رشک اور تاریخی کامیابی ہمارے تمام عزیزوں کی مجموعی کوشش کا ثمرہ ہے، کاش وہ سب کے سب اس زبردست خوشی کے موقع پر ہمارے ساتھ ہوتے! میں بڑے شوق سے فرداً فرداً سب کی دست بوسی کرتا! عاجزی سے شکریہ ادا کرتا! اور ہم سب مل کر بارگاہِ الٰہی میں سجدۂ شکرانہ بجالاتے! کچھ مناجات، گریہ وزاری اور کچھ آنسوؤں کی دُرفشانی کرتے!

ن۔ ن۔ (حُبِّ علی) ہونزائی
ذوالفقار آباد۔ گلگت

اتوار یکم محرم الحرام ۱۴۱۵ھ / ۱۲۔ جون ۱۹۹۴ء

توصیفِ قلم

۱۔ اے قلم! جنبشِ ازل ہے تو — قدرتِ ذاتِ لم یزل ہے تو
۲۔ تجھ سے تحریرِ کائنات ہوئی — اے خوشا! حق کی تجھ سے بات ہوئی
۳۔ ہے ہمارا قلم تیرا سایہ — اس کو تجھ سے ملا ہے سرمایہ
۴۔ وہ قلم اُس جہان میں سلطان ہے — ذاتِ حق کی دلیل و برہان ہے
۵۔ یہ قلم بادشاہِ دُنیا ہے — جب سے علم و عمل کا چرچا ہے
۶۔ اک قلم بر فرازِ عرشِ برین — اِک قلم بر بسیطِ رُوئے زمین
۷۔ عِلم کا اِک جہان قلم میں ہے — رازِ کون و مکان قلم میں ہے
۸۔ کام میں سر کے بَل یہ چلتا ہے — جس سے دُنیا زمانہ پلتا ہے
۹۔ یہ سیاہی سے روشنی کر دے — دولتِ علم سے غنی کر دے
۱۰۔ اس کا قطرہ مثالِ بحرِ عمیق — گنجِ گوہر رہا ہے جس میں غریق
۱۱۔ اَسپِ تازی کہ تیز طوفان ہے — بلکہ یہ اِک جہازِ پرّان ہے
۱۲۔ چشمۂ علم و منبعِ حکمت — باعثِ فخر و مایۂ عزت
۱۳۔ ارضِ جنت میں اسکے مکتوبات — کیف آور ہیں جس کے مشروبات
۱۴۔ چُپکے چُپکے قلم کلام کرے — ساری دُنیا اسے سلام کرے
۱۵۔ تو نہ شمشیر ہے نہ شیرِ ببر — پھر بھی طاقت میں تو رہا برتر

ISWS
Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

۱۶۔ یہ کتابیں اسی کی پیداوار　　جن کی رونق ہے رشکِ باغ و بہار
۱۷۔ یہ قلم ہے کہ ہے عصائے کلیم　　شر کو نگلے یہ اژدھائے عظیم
۱۸۔ ہیں مبارک تمام اہلِ قلم　　جن پہ اللہ کا ہوا ہے کرم
۱۹۔ خدمتِ قوم ہے رضائے خدا　　کام کر کام کر برائے خدا
۲۰۔ یہ قلم تیرے پاس امانت ہے　　حق ادا گر نہ ہو، خیانت ہے
۲۱ اے نصیرؔ خامہ بہت پیارا ہے　　چونکہ اللہ نے اُتارا ہے

ن۔ن۔ (محبّ علی) ہونزائی
ذوالفقار آباد۔ گلگت

۲۸۔ ذی الحجہ ۱۴۱۴ھ　　۹، جون ۱۹۹۴ء

ISW LS
Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

فہرستِ دائرہ نُما حکمتیں

حکمت۔ ۱ : دائمی گردش کا دائرہ۔
حکمت۔ ۲ : ہر چیز کا دائمی سفر گول ہے۔
حکمت۔ ۳ : پانی کا چکّہ ہر چیز کی گردش کا نمونہ ہے۔
حکمت۔ ۴ : درخت پہلے ہے یا گٹھلی ؟
حکمت۔ ۵ : دائرۂ شب و روز۔
حکمت۔ ۶ : نقطے سے کتاب، پھر کتاب سے نقطہ۔
حکمت۔ ۷ : آدمی میں دائرے سے ہی دائرے ہے۔
حکمت۔ ۸ : گردشِ زمانہ اور مُساواتِ رحمانی۔
حکمت۔ ۹ : دائرے سے ہی پر دائمی ترقی۔
حکمت۔ ۱۰ : اسرارِ معرفت اور خزائنِ جنّت۔
حکمت۔ ۱۱ : رفیقِ اعلیٰ کا راز۔
حکمت۔ ۱۲ : رُوحِ مُستقر اور روحِ مُستَودَع۔
حکمت۔ ۱۳ : بہشت کے ازلی و ابدی لڑکے۔
حکمت۔ ۱۴ : اصل انسانی رُوح۔
حکمت۔ ۱۵ : ثمرۂ لامقطوعہ۔

حکمت۔ ۱۶ : مثال اور ممثول۔
حکمت۔ ۱۷ : علمی وعرفانی مُربّی۔
حکمت۔ ۱۸ : پردۂ ازل میں اسرار۔
حکمت۔ ۱۹ : کنزِ کُل اور اس کا پھیلاؤ۔
حکمت۔ ۲۰ : صورتِ آدم اور صورتِ اہلِ جنّت۔
حکمت۔ ۲۱ : مُردۂ زندہ نما اور قطعی مُردہ۔
حکمت۔ ۲۲ : حقیقی زندگی / حیاتِ طیّبہ۔
حکمت۔ ۲۳ : امامِ مُبینؑ / جسمِ لطیف، رُوحِ اعظم، اور عقلِ کامل۔
حکمت۔ ۲۴ : قلم ولوح دو عظیم فرشتے۔
حکمت۔ ۲۵ : پیراہنِ یوسفؑ سے متعلق ایک سوال۔
حکمت۔ ۲۶ : قرآن میں بہت سی کتابیں۔
حکمت۔ ۲۷ : نفسانی موت کا تجربہ۔
حکمت۔ ۲۸ : قانونِ آفرینش ایک ہی ہے۔
حکمت۔ ۲۹ : کوئی بشر والدین کے بغیر نہیں۔
حکمت۔ ۳۰ : سونے کے کنگنوں کی تاویل۔
حکمت۔ ۳۱ : سفینۂ ظاہر اور سفینۂ باطن۔
حکمت۔ ۳۲ : اہلِ بیت اور سلمان۔
حکمت۔ ۳۳ : امامؑ کا معجزۂ کثرت۔
حکمت۔ ۳۴ : پانچ وسائطِ عُلوی۔

حکمت۔ ۳۵ : المؤمن / الامامؑ۔
حکمت۔ ۳۶ : المؤمنون / الائمہؑ۔
حکمت۔ ۳۷ : قیامتِ صغریٰ / زبردستی دعوت۔
حکمت۔ ۳۸ : قصۂ ذوالقرنین / قصۂ امام۔
حکمت۔ ۳۹ : دو قسم کے اسمائے الٰہی۔
حکمت۔ ۴۰ : قوانینِ کلّی / ہمہ گیر قوانین۔

Institute for
Spiritual Wisdom
and
Luminous Science
Knowledge for a united humanity

دائرہ نما حکمتیں

حکمت۔۱ : اللہ جلّ جلالہ کی قدرتِ کاملہ کا ایک بہت بڑا راز اس اَمر میں مخفی ہے کہ اس حکیمِ مطلق اور دانائے برحق نے ہر چیز کو ایک دائمی دائرے پر پیدا کیا، اور گردش دیا (٢١/٣٣، ٣٦/٤٠)۔

حکمت۔۲ : آسمان، زمین، سورج، چاند، سیارے، ستارے اور دوسری تمام چیزیں نہ صرف شکل ہی میں مُستدیر (گول) ہیں، بلکہ ان کا بے پایان سفر بھی ہمیشہ گول ہے۔

حکمت۔۳ : زمین اور سمندر کے گِرداگِرد کُرّۂ ہوا کی حرکت گولائی میں ہے، علی الخصوص اس سلسلے میں پانی کا سائیکل (دَور، چکّر) قابلِ دید مثال ہے، یقیناً اس میں تمام دَور کی مثالوں کی قریبی نمائندگی ہے۔

حکمت۔۴ : درخت پہلے ہے یا گٹھلی؟ گندم کی ہری فصلیں اوّل ہیں یا بیج؟ مُرغی کو اوّلیت حاصل ہے یا انڈے کو؟ انسان متقدم ہے یا نطفۂ امشاج (نطفۂ مخلوط ٧٦/٢)؟ ان سوالات، اور ان جیسے دُوسرے بہت سے مسائل کے لئے ایک ہی جواب ہے، وہ یہ کہ ان میں سے ہر دو چیزیں مل کر ایک دائرہ بناتی ہیں، جس میں کُلّی طور پر دیکھا جائے تو کوئی تقدیم و

ISW LS Institute for Spiritual Wisdom Luminous Science Knowledge for a united humanity

تاخیر نہیں ہے۔

حکمت۔ ۵: سورۂ فرقان کے اس مبارک ارشاد میں غور کیجئے:۔ وَهُوَ الَّذِي جَعَلَ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ خِلْفَةً (۲۵/۶۲) اللہ وہی ہے جس نے رات اور دن کو ایک دوسرے کا جانشین بنایا۔ یعنی شب و روز میں سے ایک مقرر آگے اور ایک مقرر پیچھے نہیں ہے، بلکہ دونوں برابر برابر آگے پیچھے ہیں، بالفاظِ دیگر ان کا دائرۂ گردش ایسا نہیں، کہ اس کا ایک حصّہ مقدّم اور ایک حصّہ مؤخر ہو، جب دن رات کا دائرہ ثابت ہوا تو پھر معلوم ہوا کہ وقت سے متعلق ہر چھوٹی بڑی چیز کا دائرہ ہوا کرتا ہے، جیسے سیکنڈ، منٹ، گھنٹہ، ہفتہ، مہینہ، سال، زمانہ وغیرہ۔

حکمت۔ ۶: کسی شک کے بغیر سورۂ فاتحہ اُمّ الکتاب یا اُمّ القرآن ہے، جس کا خلاصہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ہے، اس کا جوہر اور نقطۂ آغاز نقطۂ باءِ بسم ہے، یہ وہ نقطۂ جامعۂ حقائق و معارف ہے جس کے بارے میں مولا علی علیہ السّلام نے ارشاد فرمایا: میں وہ نقطہ ہوں جو باءِ بسم اللہ کے تحت ہے۔ مولائے پاک کے اس مبارک فرمان میں بہت سے اشارے پوشیدہ ہیں، اور ان میں سے چند ہی اشارے یہ ہیں:۔

(الف) دائرۂ پرکار نقطۂ مرکز ہی کے سہارے پر بنتا ہے، چنانچہ علیؑ دائرۂ دو جہان کا نقطۂ مرکز ہے۔

(ب) کسی بھی حرف یا تحریر کے سر سے پر سب سے پہلے نوکِ قلم سے نقطہ بنتا ہے، جس کی روانی سے حروف و کلمات اور آیات کی ظاہری تحریر

ہے، الغرض قرآنِ حکیم کی کوئی آیۂ کریمہ ایسی نہیں، جس میں ظاہراً و باطناً نقطے کی رَوانی وجلوہ نمائی نہ ہو، یعنی کوئی آیت ایسی نہیں جس کے جُزء جُزء میں مولا علیؑ کا ذکرِ جمیل موجود نہ ہو۔

(ج) : جس طرح شجر و ثمر کا دائرہ ہوا کرتا ہے، اور جیسے گوہرِ عقل اور عالمِ شخصی کا دائرہ ہے، اسی طرح قرآنِ عظیم اور نقطۂ باءِ بسم اللہ کا بھی معنوی اور حکمتی دائرہ ہے۔

(د) : جسم اور رُوح کی چھوٹی بڑی چیزیں بے شمار ذرّات کے مجموعے ہوا کرتے ہیں، اور کوئی چیز اس قانون سے باہر نہیں، مثال کے طور پر انسانی بدن پر غور کیجئے، جس میں بے حدّ و بے حساب زندہ ذرّات ہیں اور ہر ذرّہ بجدِ قوت ایک جُدا گانہ عالمِ شخصی اور ایک دائرہ ہے۔

حکمت۔ ۷ : آدمی کا اُٹھنا بیٹھنا، چلنا رُکنا، سونا جاگنا، بولنا چُپ ہو جانا، رونا ہنسنا، بیماری صحت، بھوک شکم سیری، غصّہ حلیمی، سکون بیقراری، سفر حضر، وغیرہ جیسے احوال میں سے ہر دو متضاد حالتیں مل کر ایک دائرے کو تشکیل کرتی ہیں، اس کے علاوہ انسان میں اور بھی دائرہ نما حکمتیں ہیں، مثلاً بدن میں دورانِ خون کا نظام، تنفّس کا نظام، حرکتِ قلب کا نظام، پلک جھپکنے کا نظام، وغیرہ، الغرض ان تمام دائرہ نما حکمتوں کا زبانِ حال سے یہ کہنا ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ کی بادشاہی کی نہ تو کوئی ابتدائی حد ہے، اور نہ ہی کوئی انتہائی حدّ، بلکہ وہ ہمیشہ اور قدیم ہے۔

حکمت۔ ۸ : سورۂ آلِ عمران (۳ : ۱۴۰) میں ہے: وَتِلْكَ الْاَيَّامُ

نُدَاوِلُهَا بَيْنَ النَّاسِ ۔ اور یہی زمانہ ہے جس کو ہم لوگوں کے درمیان گردش دیتے رہتے ہیں (۳/۱۴۰) اس سماوی تعلیم میں اہلِ بصیرت کے لئے انتہائی دُور رس اشارے موجود ہیں۔

حکمت۔ ۹: اگر انسان لامحدود اور بے انتہا ترقی چاہتا ہے تو وہ ایک ایسے پُرحکمت دائرے پر ممکن ہے، جس پر بحیثیتِ مجموعی عارضی مشقت برائے نام اور دائمی راحت بہت زیادہ ہے، کیونکہ آدمی ایک بڑی عجیب و غریب شے ہے کہ اس کی دو انائیں ہیں: ایک ہمیشہ بہشت میں رہنے کیلئے، اور ایک دُنیا میں آکر واپس جانے کے لئے، اسی وجہ سے حدیثِ قدسی میں خداوندِ عالم نے ارشاد فرمایا کہ: "انسان میرا راز ہے اور میں اس کا راز ہوں"۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انائے عُلوی کو "رفیقِ اعلیٰ" کے نام سے یاد کیا، وہ حدیث اس طرح ہے:

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ وَارْحَمْنِیْ وَاَلْحِقْنِیْ بِالرَّفِیْقِ ۔ اے میرے اللہ! مجھ کو بخش دے، اور مجھ پر رحم کر اور مجھ کو رفیق (اعلیٰ) سے ملا دے!

(صحیح بخاری، جلد سوم، کتاب المرضیٰ، حدیث: ۶۳۴)۔

حکمت۔ ۱۰: ہادیٔ برحق، قائم القیامت علیہ افضل التحیۃ والسّلام کی خصوصی عنایات کا شکر دانشمندوں پر واجب ہے، کہ اسی مہربان کے نورِ اقدس نے اسرارِ معرفت اور خزائنِ جنّت کی نشاندہی کی، جس کی بدولت جواہرِ حقائق و معارف اس قدر عام ہو گئے کہ اب قدر دانی بہت مشکل ہو گئی ہے، اس معنیٰ میں ہم سب قصوروار ہیں، تاہم مایوسی نہیں، اگر

توفیق عنایت ہوئی تو ہم اس کے حضور میں خوب آنسو بہائیں گے۔

حکمت۔ ۱۱: حدیثِ شریف کے حوالے سے "رفیقِ اعلیٰ" کا یہ تصور اور اس کی یہ تاویلی حکمت قیامت خیز انکشاف ہے، اب اس حدیث کے نور کی ضوفشانی سے بہت سے پیچیدہ سوالات خود بخود ختم ہو جاتے ہیں، کیونکہ اگر علم و معرفت کی روشنی میں دیکھا جائے تو آدمی انائے عُلوی سے بہشت ہی میں ہے، اور اکثر سوالات وہ تھے، جو مایوسی سے پیدا ہوئے، یا وہ مسائل نظام ہدایت پر اعتراض کی صورت میں تھے، لیکن جب ہوشمند لوگوں کو اللہ تبارک و تعالیٰ کے اس انتہائی عظیم احسان کا علم ہو جائے گا، تو ان کی سوچ سمجھ میں انقلاب آئے گا، اور وہ ضرور اعتراف کریں گے کہ ان کے بہت سے سوالات غلطی پر مبنی تھے، اس لئے وہ ختم ہو گئے۔

حکمت۔ ۱۲: کاش ہماری جانیں راہِ جانان میں بار بار قربان ہو جائیں! کہ اس نے آدم و آدمی کو رُوحِ مُستقر کی صورت دے کر ہمیشہ کے لئے بہشت میں رکھا، اور ان کی رُوحِ مُستودَع کو بشری لباس پہنا کر بطورِ سایہ بار بار دنیا میں بھیجتا رہا (۹۸/۶) کیونکہ قرآنِ عظیم کا حکیمانہ اشارہ ہے کہ خداوندِ عالم نے انسانوں کے لئے ہر مخلوق کا ایک مفید سایہ بنا دیا ہے (۸۱/۱۶) چنانچہ آپ کا ظاہری وجود آپ کی ہستیٔ باطن کا سایہ ہے، اور سائے کا بار بار نمودار ہو جانا ایک فطری امر ہے۔

حکمت۔ ۱۳: بہشتِ بریں میں لوگوں کی انائے عُلوی اور رُوحِ مُستقر کی موجودگی کی ایک روشن دلیل حُور، غلمان، اور وِلدان ہیں (۲۲/۵۶، ۲۴/۵۲، ۱۷/۵۶)

یہ لطیف مخلوقات بے شمار خوبیوں کے ساتھ ساتھ جنّت کے زندہ گھروں کی حیثیت بھی رکھتی ہیں، اور وہاں ان کا وجود و قیام ازلی و ابدی ہے، کیونکہ بہشت اور اس کی تمام نعمتیں ازل میں پیدا کی گئی تھیں، جس کی دلیل و شہادت قرآنِ حکیم کے ان پُرحکمت کلمات میں موجود ہے:

الف: یَطُوۡفُ عَلَیۡہِمۡ وِلۡدَانٌ مُّخَلَّدُوۡنَ = ان کی خدمت میں ازلی و ابدی لڑکے چلتے پھرتے ہوں گے (۵۶/۱۷) ب: حُوۡرٌ مَّقۡصُوۡرٰتٌ فِی الۡخِیَامِ = خیموں (پردۂ ازل) میں ٹھہرائی ہوئی حوریں (۵۵/۷۲) ج: سورۂ واقعہ (۵۶) کی آیاتِ کریمہ ۳۵ تا ۳۸ کا مجموعی مفہوم یہ ہے کہ اصحابِ یمین اور ان کی بیویوں کو جنت میں بحالتِ لطیف ازلی و ابدی نوجوان، پیکرِ عشق اور ہم عمر بنا دیا جائے گا، لیکن حقیقت یہ ہے کہ اللہ نے یہ کام ازل ہی میں کر دیا ہے۔

حکمت۔ ۱۴: یہ جہان، یہ کائنات یعنی مکان و زمان گویا ایک قید خانہ ہے، جبکہ لامکان و لازمان (ازل) بہشت کی آزادی ہے، لامکان کا دوسرا نام عالمِ امر ہے، اور انسانی روح عالمِ امر سے آئی ہے (۱۷/۸۵) جس کا بالائی سرا روحِ مستقر ہے، جس کا اوپر ذکر ہوا، مومن اور مومنہ کی اصل روح جنت میں رحمانی حسن و جمال کا خاص نمونہ ہے، کیونکہ حدیثِ قدسی میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ: اے ابنِ آدم! میری اطاعت کر تاکہ میں تجھ کو اپنی زندہ نورانی کاپی بنا دوں گا .... پس خدا نے مرتبۂ ازل پر ایسا ہی کیا ہے۔

حکمت۔ ۱۵ : ارشادِ خداوندی ہے : وَفَاكِهَةٍ كَثِيرَةٍ ۝ لَّا مَقْطُوعَةٍ وَّلَا مَمْنُوعَةٍ = اور کبھی ختم نہ ہونے والے اور بے روک ٹوک ملنے والے پھلوں کی کثرت ہوگی (۵۶ : ۳۲-۳۳) بہشت کی نعمتوں کا سلسلہ کسی لمبی لکیر کی طرح ہرگز نہیں، کیونکہ لکیر اپنے دونوں سروں پر مقطوعہ (کٹی ہوئی) ہوتی ہے۔ جیسے مقطوعہ ——— مقطوعہ، مگر اس کے برعکس دائرہ لا مقطوعہ ہے، پس بہشت بشمولِ دُنیا دائرہ نُما ہے، اور دُنیا ہی آخرت کی کھیتی باڑی ہے، اس لئے اس کی بہت بڑی اہمیت ہے، آپ ہمیشہ کُلّی طور پر سوچیں، جُزوی سوچ کی عادت ترک کر دیں، یعنی ایسا خیال نہ کریں کہ موت کے بعد اس جہان کی حکمت ختم ہو جائے گی۔

حکمت۔ ۱۶ : قرآنِ پاک کا یہ حکمت آگین قاعدہ و قانون خوب یاد رہے کہ ہر چیز کے ظاہری بیان کے ساتھ ساتھ پوشیدہ پوشیدہ علم و حکمت کا بیان فرمایا گیا ہے، اس میں ظاہر کو مثال اور باطن کو ممثول کہتے ہیں، جیسے ارشاد ہے : وَيَطُوفُ عَلَيْهِمْ غِلْمَانٌ لَّهُمْ كَأَنَّهُمْ لُؤْلُؤٌ مَّكْنُونٌ ۝ = اور ان کی خدمت میں وہ لڑکے دوڑتے پھر رہے ہوں گے جو انہی (کی خدمت) کے لئے مخصوص ہوں گے، ایسے خوبصورت جیسے چُھپا کر رکھے ہوئے موتی ($\frac{۵۲}{۲۴}$) يَطُوفُ = وہ طواف کرتا ہے، گھومتا ہے، یعنی آفتابِ نورِ عقل اپنے طلوع و غروب کی گردش سے اسرارِ ازل و ابد کو ظاہر کرتا ہے، جس کی تمثیل یہاں غلمان سے دی گئی ہے۔

حکمت۔ ۱۷ : یہ ارشاد سورۂ طور میں ہے : مُتَّكِئِينَ عَلَىٰ ـــ

سُرُرٍ مَّصْفُوفَۃٍ ج وَزَوَّجْنٰھُمْ بِحُوْرٍ عِیْنٍ = وہ آمنے سامنے بچھے ہوئے تختوں پر تکیئے لگائے بیٹھے ہوں گے، اور ہم خوبصورت آنکھوں والی حوریں اُن سے بیاہ دیں گے (۵۲:۲۰) ان میں سے ہر متقی عالمِ شخصی کے تختِ سلطنت پر جلوہ افروز ہوگا، اور ہم اس کو اہلِ بصیرت کا علمی و عرفانی مُرَبّی بنائیں گے، حُوْرٍ عِیْنٍ کا اشارہ ہے: اہلِ بصیرت، کیونکہ چشمِ ظاہر چشمِ باطن کی دلیل ہے۔

حکمت۔ ۱۸: سورۂ رحمان میں ارشاد فرمایا گیا ہے: حُوْرٌ مَّقْصُوْرٰتٌ فِی الْخِیَامِ = خیموں میں ٹھہرائی ہوئی حوریں (۵۵:۷۲) یعنی پردۂ ازل میں رکھے ہوئے اسرار، جن کے جاننے سے بے حد لذّت و شادمانی حاصل ہوتی ہے، کیونکہ جس مقام پر تجدّدِ ازل ہے، اور جہاں اسرارِ ازل ہیں، وہاں حظیرۃ القدس ہے، جس میں دین و دُنیا کی تمام لذّتیں اور خوشیاں بصورتِ جوہر جمع اور یکجا ہیں، چونکہ یہ خزانہ دونوں جہان کی کُلّ نعمتوں کا نچوڑ ہے، اس لئے اس کی عُمدہ عُمدہ مثالیں دی گئی ہیں۔

حکمت۔ ۱۹: میں نے حال ہی میں "جوہرِ کائنات" کے عنوان سے ایک بہت مختصر مقالہ لکھا ہے، آپ اسے غور سے پڑھیں، اللہ تعالیٰ کے جس بزرگ ترین خزانے میں دونوں عالم کی خوبی، خوبصورتی، حسن، جمال، کمال، قدر، قیمت، رُوح، عقل، علم، حکمت، نور، ضیاء، لذّت، خوشی، اور دیگر تمام نعمتیں یکجا ہوں تو اس کی وضاحت کے لئے بے شمار تشبیہات و تمثیلات کی ضرورت ہے، اور خداوندِ قدوس نے اپنا کام کر کے رکھا ہے، جیسا کہ ارشاد ہے،

وَلَقَدْ صَرَّفْنَا لِلنَّاسِ فِیْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ = اور ہم نے لوگوں کے لئے اس قرآن میں سب مثالیں طرح طرح سے بیان کر دی ہیں (۱۷: ۸۹) یعنی خزانۂ حقائق و معارف ایک ہی ہے، اور اس کی مثالیں بے شمار ہیں۔

حکمت۔ ۲۰ : حدیثِ شریف کا ارشاد ہے : خَلَقَ اللّٰهُ اٰدَمَ عَلٰی صُوْرَتِهٖ = اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السّلام کو اپنی (رحمانی) صورت پر پیدا کیا .... فَكُلُّ مَنْ یَّدْخُلُ الْجَنَّةَ عَلٰی صُوْرَةِ اٰدَمَ = ہر وہ شخص جو جنت میں داخل ہوگا، وہ آدم علیہ السّلام کی صُورت پر ہوگا۔ (صحیح بُخاری، کتاب الاستئذان، باب ۶۸۵) یہاں چند نکات ہیں :

نکتۂ اوّل :۔ مذکورہ حدیث اِس آیۂ کریمہ کی ایک تفسیر ہے، وَلَقَدْ خَلَقْنٰكُمْ ثُمَّ صَوَّرْنٰكُمْ ثُمَّ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ = اور ہم نے تم کو (جسمانی طور پر) پیدا کیا، پھر تمہاری (روحانی) صُورت بنا دی، پھر فرشتوں کو حکم دیا کہ آدم کے لئے سجدہ کرو (۷: ۱۱) اہلِ دانش کے سامنے یہ ایک تابناک حقیقت ہے کہ کاملین جُملہ مدارجِ روحانیت میں حضرتِ آدمؑ کے ہمراہ ہیں۔

نکتۂ دوم : آدم علیہ السّلام جب کامل رُوحانیت کی بہشت میں داخل ہو گئے تو ان کو رحمانی صُورت عطا ہوئی، اسی طرح جو شخص اس ابتدائی جنت میں داخل ہوگا، وہ اپنے باپ آدمؑ کی صُورت پر ہوگا، اور یہاں یہ اشارہ ہے کہ آدمؑ کے توسّط سے ہر مومن بہشت میں رحمانی صُورت پر ہوگا۔

نکتۂ سوم :۔ مکمل رُوحانیت ابتدائی اور جزوی بہشت ہے، اگر

Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

کلی بہشت نہیں ۔

حکمت ۔ ۲۱ : نباتات بمقابلۂ جمادات رُوحِ نامیہ تو رکھتی ہیں لیکن رُوحِ حیوانی سے محرُوم ہیں، حیوان حِس وحرکت سے زندہ کہلاتا ہے، مگر رُوحِ ناطقہ نہ ہونے کی وجہ سے مُردہ ہے، انسان بنسبتِ حیوان بولنے والی رُوح سے زندہ ہے، تاہم حیاتِ طیبّہ اور رُوحِ قدسی نہ ہونے کے سبب سے مُردہ شمار ہوتا ہے، کیونکہ وہ ابھی فنافی المرشد نہیں ہوا ہے کہ اس کو رُوحِ قدسی مِل جائے، پس مُردے دو قسم کے ہیں: زندہ نما مُردے (رُوحانی مردے) اور جسمانی مُردے۔

حکمت ۔ ۲۲ : ارشادِ باری تعالیٰ ہے: یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِیْبُوْا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاكُمْ لِمَا یُحْیِیْكُمْ ج = اے لوگو! جو ایمان لائے ہو، اللہ اور اس کے رسول کی پُکار پر لبیک کہو، جب کہ رسول تمہیں اُس چیز کی طرف بُلائے جو تمہیں (حقیقی) زندگی بخشنے والی ہے (۸ : ۲۴) یُحْیِیْكُمْ کا لفظ بلفظ ترجمہ ہے: وہ تُم کو زندہ کرے گا، گویا تم ایک طرح سے مُردہ ہو، لیکن ہم کس رُوح کے نہ ہونے سے مُردہ ہیں، حالانکہ انسانی رُوح تو رکھتے ہیں؟ جواب مِلتا ہے کہ ہنوز وہ رُوح نہیں آئی جو انسانِ کامل میں ہے۔

حکمت ۔ ۲۳ : اللہ تعالےٰ کائنات وموجودات اور دُنیا و آخرت کی تمام لطیف چیزوں کو امامِ مبین میں گھیر لیتا ہے، کیونکہ امام ہی اس کے نورِ اقدس کا گھر ہے، چنانچہ دو قسم کے مُردوں کو زندہ کر دینے کا خدائی کام اور

اعمال و آثار کا ریکارڈ بھی امامِ مبین ہی میں ہوتا ہے، جیسا کہ ارشاد ہے: اِنَّا نَحْنُ نُحْيِ الْمَوْتٰى وَ نَكْتُبُ مَا قَدَّمُوْا وَ اٰثَارَهُمْ ؕ وَ كُلَّ شَیْءٍ اَحْصَیْنٰهُ فِیْۤ اِمَامٍ مُّبِیْنٍ ۠ یقیناً ہم مُردوں کو زندہ کرتے ہیں اور جو کچھ وہ آگے بھیج چکے اور (جو) ان کے نشان پیچھے رہ گئے، ہم ان کو قلمبند کر لیتے ہیں، اور ہم نے ایک ظاہر پیشواء میں تمام چیزیں گھیر کر رکھی ہیں (۳۶/۱۲) یعنی امامِ اقدس و اطہر علیہ السّلام کے جسمِ لطیف، رُوحِ اعظم، اور عقلِ کامل کے احاطے سے کوئی لطیف شے باہر نہیں۔

حکمت ۔ ۲۴ : قلمِ الٰہی سے ایک عظیم فرشتہ مُراد ہے، جس کا نام عقلِ کُل ہے، اور لوحِ محفوظ دُوسرا عظیم فرشتہ ہے، جس کو نفسِ کُل کہا جاتا ہے، اور یہی دونوں فرشتے حضرت امامِ زمان علیہ السّلام کی عقلِ کامل اور رُوحِ اعظم ہیں، یہی نورِ واحد ہے، جو ہمیشہ عالمِ بالا میں قلم و لوح کا کام کر رہا ہے، اور قادرِ مطلق کی قدرتِ کاملہ کا کمال یہ ہے کہ ہر عارف کے عالمِ شخصی میں نورِ امامت کے باطنی معجزات سب کے سب عملاً دکھائے جاتے ہیں، تاکہ اللہ تبارک و تعالےٰ کی رُوحانی نعمتوں کا سلسلہ جاری و ساری رہے۔

حکمت ۔ ۲۵ : گذشتہ علمی مجلس میں ہمارے گلگت کے جانی عزیزوں نے چند منتخب سوالات کئے، ان میں سے ایک یہ سوال ایسا تھا، جس پر مزید روشنی ڈالنے کی ضرورت تھی، سوال یہ ہے: بحوالۂ قصۂ قرآن (۱۲ : ۲۱ تا ۲۹) حضرت یوسف علیہ السّلام کا قمیض پیچھے سے پھٹ گیا تھا،

اس کی ظاہری وجہ تو سب کو معلوم ہے، لیکن ہم یہ جاننا چاہتے ہیں کہ اس کی باطنی حکمت کیا ہے؟

جواب: اس واقعہ کی تاویل کچھ یوں ہے کہ روحانی معشوق جو دونوں جہان کے حسینوں کا شاہنشاہ ہے، جو ہمارا جانان اور سب کا سلطان ہے، وہ ہمارے اور آپ کے عشق سے بے نیاز ہے، نیازمند ہم ہی ہیں، وہ نہیں لہٰذا ہم اس کو ذکر کے محل میں روک لینا چاہتے ہیں لیکن وہ رُکتا نہیں، تاہم ایک نہ ایک دن اس کا دامنِ اقدس آگے سے نہیں پیچھے سے ہاتھ آتا ہے، اور ہمارے واپس لانے کی کوشش اور اس کے بھاگ جانے کے قصد کی کشاکش سے کرتۂ لطیف پیچھے سے پھٹ جاتا ہے، یہ ایک روشن دلیل ہے کہ سازِ عشق کو ہم نے چھیڑا تھا، ہم ہی وہ عشق کے غریب لوگ تھے، جو مِل کر رو دیا کرتے تھے، تب بھی وہ متوجّہ نہیں ہو رہا تھا، تاہم خُدا کا شکر ہے کہ عُشّاق منازلِ امتحان سے آگے گئے، اور وہ کامیاب و کامران ہو گئے، اب بحمداللہ ثمرۂ عشق مل گیا، وہ بھی عجیب طرح سے کہ جس بیمثال و لازوال حسن و جمال کے خزانے کے لئے ہم مر رہے تھے، وہ واللہ! ہماری اپنی ہی رُوح کی رُوح (جانِ جان) اور انائے عُلوی ہے، ہم اب بھی روتے ہیں، کیونکہ بے پناہ خوشیوں کو ہضم کر لینے کا شاید یہی طریقہ بہتر ہے، الحمدللہ رب العلمین۔

حکمت: ۲۶: اس میں کوئی شک نہیں کہ قرآنِ حکیم کی ساری آیات یا بعض آیات ذیلی کتب (۹۸/۴) کا حکم رکھتی ہیں، تاہم اس بندۂ ناچیز

کی بہت محدود رسائی کے مطابق قرآنِ عظیم کے باطنی اور ظاہری معجزات ہوتے رہتے، منجملہ ایک آیۂ کریمہ ایسی ہے کہ ہر بار اس کی ایک نئی حکمت دل و دماغ کو چھو کر گئی، جس سے مجھے بیحد حیرت ہوتی رہی، وہ آیۂ مبارکہ یہ ہے:۔

خُلِقَ الْاِنْسَانُ مِنْ عَجَلٍ ط سَاُورِيْكُمْ اٰيٰتِىْ فَلَا تَسْتَعْجِلُوْنِ (۲۱/۳۷)۔

اس کی ایک مثالی حکمت: انسانِ خاص کو ذکرِ سریع سے پیدا کیا گیا ہے، میں تمہیں عنقریب عالمِ بالا اور مقامِ عقل کے خزائن کھول کر دکھا دوں گا، تاکہ تمہیں اس سے حظیرۃ القدس کی جنّت و راحت نصیب ہو، اور تم آرام و سکون سے رہ سکو۔

حکمت۔ ۲۷: قرآنِ حکیم آسمانی اور خدائی حکمت کی کتاب ہے، اس لئے اس میں جو جو احکام ظاہر ہیں، وہ عوام و خواص سب کے لئے ہیں، لیکن جو احکامِ حکمتی اشارات میں پوشیدہ ہیں، وہ صرف خواص ہی کیلئے ہیں، جیسا کہ ارشاد ہے: لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا = خدا کسی شخص کو اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا (۲/۲۸۶) چنانچہ اہلِ طریقت اور اہلِ حقیقت کے لئے قرآنِ پاک کا یہ اشارہ ہے کہ وہ جسمانی موت سے پہلے ہی نفسانی موت کا تجربہ کر کے علم و معرفت کی غیر فانی دولت سے مالامال ہو جائیں۔

یہ ایسی چند آیاتِ مبارکہ کے حوالہ جات ہیں، جن میں نفسانی موت کا اشارتی حکم موجود ہے:

(الف) فَاقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ (۲/۵۴) تم اپنے نفسِ امّارہ کو قتل کرو۔

(ب:) پھر نفسانی موت کے بعد ہم نے تم کو از سرِ نو زندہ کر دیا تاکہ تم احسان مانو (۲/۵۶)

(ج:) إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تَذْبَحُوا بَقَرَةً (۲/۶۷) اللہ تم کو حکم دیتا ہے، کہ ایک بیل ذبح کرو۔ یعنی نفسِ حیوانی کی قربانی کرو۔

(د) فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ إِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ (۲/۹۴) پس اگر تم سچے ہو تو (عملاً) موت کی آرزو کرو، یعنی نفسانی موت سے یہ ثابت کرو کہ تم سب سے پہلے بہشت میں داخل ہو چکے ہو۔

حکمت۔ ۲۸: قرآنِ مقدس کے بنیادی اور بڑے اہم موضوعات میں سے ایک سنّتِ الٰہی کا موضوع ہے، جس کو خصوصی توجّہ اور گہری نظر سے پڑھنے کی ضرورت ہے، تاکہ اس کی روشنی میں عامۃ النّاس کا یہ بڑا پیچیدہ مسئلہ خود بخود حل ہو سکے کہ آیا حضرتِ آدمؑ، حضرت عیسیٰؑ، دوسرے انبیاءؑ، اور سب انسان ایک ہی قانونِ فطرت کے مطابق پیدا کئے گئے ہیں یا پیدائش کے الگ الگ طریقے مقرر ہیں؟ لیکن حقیقت میں پیدائش کا ایک ہی طریقہ ہے، کیونکہ اللہ کی ایک ہی سنّت ہے، اور ایک ہی قانونِ فطرت، جیسا کہ فرمایا گیا ہے:۔

فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِیْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَیْهَا لَا تَبْدِیْلَ لِخَلْقِ اللّٰهِ ذٰلِكَ الدِّیْنُ الْقَیِّمُ (۳۰/۳۰) مفہوم: خدا کی فطرت یعنی قانونِ آفرینش وہی ہے، جس پر لوگوں کو پیدا کرتا رہا ہے (ایسا کوئی زمانہ نہ تھا اور نہ کبھی ہوگا، جس میں خدا کی ایسی مخلوق نہ ہو) اللہ کی آفرینش میں کوئی تبدیلی نہیں (اور نہ اس کی سنّت میں کوئی تبدیلی ہے) اور یہی ہمیشہ قائم رہنے

والا دین اور اس کے ماننے والے لوگ ہیں۔

حکمت۔ ۲۹ : سورۂ دہر (۷۶/۲) میں ارشاد ہے : اِنَّا خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ نُّطْفَۃٍ اَمْشَاجٍ ۔ ہم نے (ہر) انسان کو نطفۂ مخلوط سے پیدا کیا۔ یہ ایک کلی قانون ہے، جس سے کوئی فردِ بشر مستثناء نہیں ہو سکتا، چاہے حضرت آدمؑ ہو یا حضرت عیسیٰؑ، یا کوئی ایسا بشر جو جثۂ ابداعیہ میں زمین پر اترا ہو، کیونکہ سوائے اللہ کے کوئی بھی ماں باپ کے بغیر نہیں، آپ ہر چیز کو حکمتِ دائرہ نما کی روشنی میں دیکھیں۔

حکمت۔ ۳۰ : قرآنِ مجید کے چار مقام (۱۸/۳۱، ۲۲/۲۳، ۳۵/۳۳، ۷۶/۲۱) پر یہ ذکر آیا ہے کہ نیکوکاروں کو بہشت میں سونے کے کنگن پہنائے جائیں گے، کنگن کلائی کا ایک زیور ہے، جس کو عربی میں اَسَاوِرُ (واحد : سِوارُ) فارسی میں دستینہ، اور انگریزی میں BANGLE کہتے ہیں، جاننا چاہئے کہ یہ حکمتِ دائرہ نما کی ایک مثال ہے، جو کون و مکان کے تمام اسرار کو گھیر لیتی ہے، ورنہ عقل و جان کی بہشتِ برین میں سونے کے کنگن کی کیا اہمیت ہو سکتی ہے، جیسا کہ سورۂ حج کا یہ ارشاد ہے :

یُحَلَّوْنَ فِیْھَا مِنْ اَسَاوِرَ مِنْ ذَھَبٍ وَّ لُؤْلُؤًا ط وَ لِبَاسُھُمْ فِیْھَا حَرِیْرٌ (۲۲/۲۳) وہاں وہ سونے کے کنگنوں اور موتیوں سے آراستہ کئے جائیں گے، اور ان کے لباس ریشم کے ہوں گے۔ یعنی ان کو ایسا علم و حکمت عطا ہوگا، جو دائرہ نما اور مستدیر (گول) ہے، جس کی نہ کوئی ابتداء ہے، اور نہ کوئی انتہا، اور لؤلؤ گوہرِ عقل ہے، جو ازلی و ابدی

بھیدوں کا مظاہرہ کرتا رہتا ہے، اور ریشمی لباس سے جُثّۂ ابداعیہ مُراد ہے، جس طرح پوشاک میں سب سے عمدہ اور سب سے نفیس ریشمی لباس ہی ہوتا ہے، اسی طرح تمام اجسام میں سے اعلیٰ و افضل جسمِ لطیف (جُثّۂ ابداعیہ) ہے۔

حکمت:۔ ۳۱ : یہ ارشاد سُورۂ یاسین (۳۶ : ۴۱-۴۲) میں ہے:

وَاٰيَةٌ لَّهُمْ اَنَّا حَمَلْنَا ذُرِّيَّتَهُمْ فِي الْفُلْكِ الْمَشْحُوْنِ ۝ وَخَلَقْنَا لَهُمْ مِّنْ مِّثْلِهٖ مَا يَرْكَبُوْنَ ۝۔ اور ان کے لئے یہ بھی ایک نشانی ہے کہ ہم نے ان کی ذرّیت (ذرّاتِ ارواح) کو بھری ہوئی کشتی میں سوار کر دیا، اور پھر ان کے لئے ویسی ہی کشتیاں اور پیدا کیں جن پر یہ سوار ہوتے ہیں (۳۶ : ۴۱-۴۲)۔

حضرت نوح علیہ السّلام کی دو بھری ہوئی کشتیاں تھیں، ایک ظاہری اور دوسری باطنی، باطنی کشتی سے امامِ وقت علیہ السّلام کی بابرکت ہستی مُراد ہے، اور امامِ برحقؑ ہر زمانے میں موجود ہوتا ہے، جیسے مذکورہ آیۂ کریمہ میں ارشاد ہے، کہ کشتیٔ نوحؑ کے بعد بھی خداوندِ قدوس نے ویسی ہی کشتیاں پیدا کی ہیں، یعنی کشتیٔ امامت جو کشتیٔ نجات ہے، اس سے کبھی دنیا خالی نہیں ہو سکتی، جیسے حدیثِ شریف میں ہے:۔

مَثَلُ اَهْلِ بَيْتِي فِيكُمْ كَسَفِينَةِ نُوحٍ، مَنْ رَكِبَهَا نَجَا وَمَنْ تَخَلَّفَ عَنْهَا غَرِقَ = تمہارے درمیان میرے اہلِ بیت کا مقام کشتیٔ نوحؑ کی طرح ہے، جو اس میں سوار ہوا اُس کو نجات مل گئی، اور جس نے

اس سے مخالفت کی وہ غرق ہوگیا۔

حکمت۔ ۳۲ : اللہ جلّ جلالہ اپنے خلیل حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بارے میں حکایۃً فرماتا ہے : فَمَنْ تَبِعَنِيْ فَاِنَّهٗ مِنِّيْ (۱۴ : ۳۶) پس جو شخص میری پیروی کرے وہ مجھ سے ہے یعنی میرا روحانی فرزند ہے، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے سلمان فارسی کے بارے میں ارشاد فرمایا: سلمانُ منّا اَھلَ البیت = سلمان، ہم اہلِ بیت میں سے ہے۔ اور حضرت امام جعفر الصادق علیہ السلام نے اپنے بعض دوست داروں سے فرمایا : اَنتم منّا اھلَ البیت = تم ہم اہلِ بیت میں سے ہیں۔ آپ بھول نہ جائیں کہ ایسی بے مثال اور اعلیٰ ترین روحانی ترقی کا وسیلہ اطاعت و محبت ہی ہے۔

حضرتِ مولا علی صلواتُ اللہ علیہ نے سلمان کے بارے میں فرمایا:
علم العلم الاوّل والعلم الآخر، وھو بحرٌ لا ینزف = (سلمان) علمِ اوّل اور علمِ آخر کا منارہ اور نشان ہے، اور وہ ایک ایسا سمندر ہے جو (استعمال کرنے سے) کبھی ختم نہیں ہوتا۔ (کتابُ المجالس والمسایرات، ص ۵۶، از سیدنا قاضی نعمان)۔

حکمت۔ ۳۳ : انسانِ کامل کا عالمِ شخصی ربّانی علم و حکمت کے عجائب و غرائب اور تمام معجزات کا کارخانہ ہوا کرتا ہے، منجملہ ایک بہت بڑا معجزہ یہ بھی ہے کہ خداوندِ عالم شخصِ کامل کی ہستی کے سانچے میں ڈھال ڈھال کر فرشتے بنا دیتا ہے، یہ فرشتہ اس عظیم المرتبت انسان کی کاپیاں بھی

ہیں، یہ معجزہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنے وقت میں طیر (پرند) کی مثال پر کرتے تھے (۳/۴۹، ۵/۱۱۰) حضرت موسیٰ اور حضرتِ ہارون علیہما السلام کے نزدیک یہ رحمتِ الٰہی مومنین کو ملوک و سلاطین بنانے کے لئے ہے (۵/۲۰) اور اللہ تعالیٰ کا یہ سب سے بڑا انعام ہر زمانے میں ممکن ہے۔

حکمت۔ ۳۴: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: اِنّنی اٰخذ الوحی عن جبریل، وجبریل یأخذہ عن میکائیل، ومیکائیل یأخذہ عن اسرافیل واسرافیل یأخذہ عن اللّوح واللّوح یاخذہ عن القلم = یقیناً میں وحی جبرائیل سے حاصل کرلیتا ہوں، جبرائیل میکائیل سے لیتا ہے، میکائیل اسرافیل سے لیتا ہے، اسرافیل لوحِ محفوظ سے لیتا ہے، لوحِ محفوظ قلم سے لیتی ہے۔ پس اسی طرح پانچ حدودِ علوی سے ناطقوں کو تائید حاصل ہوتی ہے، جن کا ذکر ہوا، پھر نُطقا اور مستجیبین کے درمیان علم وہدایت کے لئے پانچ حدودِ سفلی ہیں: اساسان، امامان، حُجّتان، نقیبان (صاحبانِ جزائر) اور داعیان (اجنحہ)۔ (کتاب اساسُ التاویل، ص ۷۰)۔

حکمت۔ ۳۵: مذکورہ کتاب کے ص ۳۴۱ پر یہ حدیث اور اس کی مختصر تأویل اس طرح درج ہے: اِتّقوا فراسۃَ المُؤمن فاِنّہٗ یَنظرُ بنُورِ اللہ، یعنی الامام = مومن کی فراست سے ڈرتے رہو، کیونکہ وہ اللہ کے نُور سے دیکھتا رہتا ہے، یعنی امام کی فراست سے (جامعِ ترمذی، جلد دوم، تفسیر سورۂ حجر)۔

یقیناً یہاں مومن سے امامِ عالیمقامؑ ہی مُراد ہے، کیونکہ وہ امیر المومنین ہے،

اس لیئے زمانے میں اوّل المومنین وہی ہے، اور نورِ الٰہی کا حامل بھی وہی ہے، اس کے برعکس ہر عام مومن یہ سوچ بھی نہیں سکتا، کہ وہ خدا کے نور کی روشنی میں دیکھتا ہے، سمجھنے والوں کے لیئے اس حدیثِ شریف کا پہلا اشارہ ہی کافی ہے کہ جن کو ڈرنے کا حکم دیا گیا ہے، وہ الگ ہیں اور زیادہ، اور جس کی فراست سے ڈرنا چاہیئے، وہ الگ ہے اور صرف ایک، ہوشمندوں کے لیئے اتنا کہنا کافی ہے۔

حکمت - ۳۶ ، سورۂ توبہ (۹/۱۰۵) میں ارشاد ہے: وَ قُلِ اعۡمَلُوۡا فَسَیَرَی اللّٰہُ عَمَلَکُمۡ وَ رَسُوۡلُہٗ وَ الۡمُؤۡمِنُوۡنَ = اور ان سے کہہ دو کہ عمل کیئے جاؤ، خدا اور اس کا رسول اور مومنین تمہارے اعمال کو دیکھ لیں گے۔ بقولِ حضرتِ امام جعفر الصادق علیہ السلام یہاں مُؤمِنُوۡنَ سے حضرات آئمہ علیہم السلام مراد ہیں (ملاحظہ ہو، کتاب دعائم الاسلام، عربی، جلد اوّل ص۲۱)۔

قَولُہٗ تعالیٰ: یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَ کُوۡنُوۡا مَعَ الصّٰدِقِیۡنَ (۹/۱۱۹)

اے ایمان والو! خدا سے ڈرو اور سچّوں کے ساتھ ہو جاؤ۔ اس قرآنی تعلیم کو غور سے دیکھ لیں، ایک طرف وہ سارے لوگ ہیں جو ایمان لائے ہیں اور دوسری طرف صادقین، یعنی آئمہ آلِ محمدؑ، جیسا کہ حضرت امام جعفر الصّادق علیہ السّلام کا ارشاد ہے کہ صادقین ہم آئمہؑ ہیں، ایسے میں قرآنِ پاک کا حکم ہے کہ اہلِ ایمان اللہ سے ڈرتے ہوئے سچّوں کی پیروی کریں، اور علم و عمل میں ان کے ساتھ ہو جائیں۔

حکمت ۔ ۳۷ : حدیثِ نبویؐ ہے : اَلْخَلْقُ کُلُّھُمْ عِیَالُ اللّٰہِ فَاَحَبُّھُمْ اِلَی اللّٰہِ اَنْفَعُھُمْ لِعِیَالِہٖ ۔ مخلوق سب کی سب گویا اللہ کا کنبہ ہے ، لہٰذا جو اس کے کنبے کو زیادہ فائدہ پہنچائے گا ، وہی اللہ کے نزدیک زیادہ محبوب ہوگا ۔ (مجمع البحرین ، ص ۷ ، بحوالہ طبرانی و بیہقی) ۔

جب حضرتِ ربّ العالمین اہلِ زمانہ کو ان کے امامِ وقتؑ کے ساتھ بُلا لیتا ہے تو اسی دوران اُن سب کو دوزخِ جہالت سے نجات مِل جاتی ہے ، کیونکہ یہ واقعہ : یَوْمَ نَدْعُوْا کُلَّ اُنَاسٍ بِاِمَامِھِمْ (جس دن ہم اہلِ زمانہ کو ان کے پیشوا کے ساتھ بلائیں گے) قیامتِ صغریٰ بھی ہے ، اور دینِ حق کی طرف زیرِ دستی دعوت بھی (۲ : ۲۵۶) دنیا بھر میں جو عیال اللہ ہے ، اس کے حق میں اس سے بڑا مفید کام کوئی اور ہرگز نہیں کر سکتا ۔

حکمت ۔ ۳۸ : رُوِیَ عن رسول اللّٰہ (ص) اَنَّہٗ قال لِعَلِیٍّ (ع) : "انت ربّان ھٰذہ الامّۃ ، و ذو قرنیھا" ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کی گئی ہے کہ آپ نے حضرت مولا علیؑ سے فرمایا ، تم اس اُمّت کا مُربّی ہو ، اور اس کا ذوالقرنین ہو ۔ (المجالس المؤیّدیہ ، المائۃ الاُولیٰ ، ص ۳۳۵) آپ سب اس حقیقت کو جانتے ہیں کہ ہر وہ آیۂ کریمہ اور ہر ایسی حدیثِ صحیحہ جو مولا علی علیہ السّلام کی شان میں وارد ہوئی ہے ، وہ ہر زمانے کے امام سے متعلق ہے ، کیونکہ نورِ علیؑ جو خدا و رسولؐ کا نور ہے ، وہ امامت کے پاک سلسلے میں جاری و ساری رہا ہے ، جس سے لوگوں کی رُوحانی و عقلانی پرورش ہوتی رہتی ہے ، اور

یہ مُربّی جو اللہ و رسولؐ کی جانب سے مقرّر ہوا، وہ ہمیشہ دنیا میں موجود ہے۔

حکمت۔ ۳۹: مذکورہ کتاب کے صفحہ ۲۱۲ پر ہے: خدا کے اسمار دو قسم کے ہوتے ہیں: ایک قسم کے اسمار وہ ہیں، جو ملفوظ اور حروفِ تہجّی سے مرکب ہوتے ہیں، جن کو کوئی کاتب لکھتا ہے، اور کبھی کبھار کسی وجہ سے مٹاتا بھی ہے، اور دوسرے اسمار زندہ، گویندہ، دانا اور اشرف ہوا کرتے ہیں، جیسے انبیار، اولیار، اور آئمّہ طاہرین علیہم السّلام ہیں، جو بیرق و نشانِ آخرت، دلائلِ توحید، اور عبد و معبود کے درمیان وسیلہ اور واسطہ ہیں۔

اللہ تبارک و تعالیٰ کے یہ اسمار الحسنیٰ (۷/۱۸۰، ۱۷/۱۱۰، ۲۰/۸، ۵۹/۲۴) کیسی کیسی بے شمار برکتوں کے خزانے ہیں! ان میں کتنی عجیب و غریب رُوح پرور اور ایمان افروز روشنیاں ہیں! پس کوئی شک ہی نہیں کہ خدائے رحمان و رحیم کا اسمِ اکبر، اسمِ اعظم، سب سے بڑا نام، اور نقشِ مکرم امامِ زمان صلوٰۃ اللہ علیہ وسلامہ ہے، الحمدُ للہ۔

حکمت۔ ۴۰: قرآنِ کریم کی جتنی آیاتِ مبارکہ "کُلّ" کے عنوان کے تحت وارد ہوئی ہیں، وہ یقیناً کلّیات (ہمہ گیر قوانین) ہیں، ان میں بار بار غور و فکر کرنے کی ضرورت ہے، جیسے ارشاد ہے: کُلُّ شَیۡءٍ ہَالِکٌ اِلَّا وَجۡہَہٗ ؕ لَہُ الۡحُکۡمُ وَ اِلَیۡہِ تُرۡجَعُوۡنَ ﴿۲۸/۸۸﴾ اس کے (پاک) چہرے کے سوا ہر چیز فنا ہونے والی ہے، اسی کا امر ہے، اور اسی کی طرف تم لوٹ کر جاؤ گے۔"

آپ دیکھ رہے ہیں کہ یہ ہلاکت و فنائیت ایسی ہرگز نہیں، جس کو عدمِ محض کہا جائے، بلکہ یہ اشیائے کائنات کو دستِ قدرت سے لپیٹ لینے کے معنی میں ہے۔ ایسے میں ہر شئی وجہُ اللہ کے سامنے غیر شعوری طور پر فنا ہو جاتی ہے، مگر صرف عارف ہی ہے جو شعوری اور عرفانی طور پر فنا فی اللہ کی سب سے بڑی سعادت حاصل کر لیتا ہے، عزیز دوستو! آؤ، ہم سب مِل کر دُعا کریں کہ اللہ ہمیں توفیق و ہمّت عطا فرمائے! تاکہ ہم قرآنِ عظیم کی کچھ خدمت کر سکیں، آمین!

ن۔ ن۔ (حبِّ علی) ہونزائی

ذوالفقار آباد۔ گلگت

پیر ۲۵۔ ذوالحجہ ۱۴۱۴ھ / ۶۔ جون ۱۹۹۴ء

ISW
Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

قیامت اور معرفت

س ۔۱: اے نورِ عینِ من! مجھے اس کا جواب دو کہ اللہ تعالیٰ نے جنّ وانس کو کس مقصدِ عالی کے پیشِ نظر پیدا کیا؟

ج : حق سبحانہٗ و تعالےٰ کی عبادت کے لئے۔

س ۔۲: اے عزیز! کیا تم یہ بتا سکتے ہو کہ حقیقی عبادت کے لئے سب سے ضروری شرط کون سی ہے؟

ج : جی ہاں! عرض کرتا ہوں کہ قابلِ قبول عبادت کی سب سے اہم شرط یقین یعنی معرفت ہے، جیسا کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے، لا عمل الّا بنیّۃ، ولا عبادۃ الّا بیقینٍ، ولا کرم الّا بالتّقویٰ۔ نیت کے بغیر کوئی عمل نہیں، اور یقین (معرفت) کے بغیر کوئی عبادت نہیں، اور تقویٰ کے بغیر کوئی بزرگی نہیں۔ (دعائم الاسلام، جلد اوّل عربی ص ۱۰۵)۔

س ۔۳: اے نورِ چشمِ من! معرفت جو یقین کے معنی میں ہے، اس کے کتنے درجے ہیں؟ اور وہ مدرجات کن ناموں سے مشہور ہیں؟

ج : یقین کے تین درجے ہیں، علم الیقین، عین الیقین، اور حقّ الیقین۔

س ۔۴ : اے عزیزانِ من ! اب آپ مجھے یہ بتائیں کہ زمانی اعتبار سے ہر مومن اور مومنہ کے لئے معرفت پہلے آتی ہے یا قیامت ؟

ج : ایک معرفت قبل از انفرادی قیامت ہے، دُوسری معرفت قیامت کے ساتھ ساتھ ہے، اور تیسری معرفت قیامت کے بعد ہے، یعنی علم الیقین، عین الیقین اور حق الیقین۔

س ۔۵ : اے میرے دل کے عزیزان ! آپ یہ سمجھائیں کہ انفرادی قیامت یا قیامتِ صغریٰ کب واقع ہوتی ہے ؟ اس میں اور قیامتِ کبریٰ میں کیا فرق ہوتا ہے ؟

ج : جو شخص اسمِ اعظم کی خصوصی عبادت و ریاضت کے ذریعہ سے قبل از جسمانی موت نفسانی طور پر مر جاتا ہے، اس کی قیامت برپا ہو جاتی ہے، جیسا کہ ارشادِ نبویؐ ہے : من مات فقد قامت قیامتہٗ ۔ جو کوئی مرتا ہے، اس کی قیامت برپا ہو جاتی ہے (احیاء العلوم ، جلدِ چہارم ، ص ۱۰۶) قیامتِ صغریٰ ہر امام کے زمانے میں ہوتی ہے (۱۲/۱) اور قیامتِ کبریٰ حضرتِ قائمؑ کے زمانے میں، تاہم رُوحانی اور باطنی طور پر ہر قیامت ایک جیسی ہوا کرتی ہے۔

س ۔۶ : اے نورِ نظر ! تم قرآنِ پاک کی روشنی میں یہ تو بتاؤ کہ لفظِ یقین کس طرح معرفت کا ہم معنی (مترادف) ہو سکتا ہے ؟

ج : ارشاد ہے : وَكَذَٰلِكَ نُرِيٓ إِبۡرَٰهِيمَ مَلَكُوتَ ٱلسَّمَٰوَٰتِ

وَالْاَرْضِ وَلِيَكُوْنَ مِنَ الْمُوْقِنِيْنَ ۝ (۶/۷۵) اور ہم اسی طرح ابراہیمؑ کو زمین اور آسمانوں کا نظامِ سلطنت دکھاتے تھے، تاکہ وہ یقین کرنے والوں (اہلِ معرفت) میں سے ہو جائے۔

س۔ ۷ : اے دوستانِ عزیز! کیا آپ یہ بتا سکتے ہیں کہ کن کن اسرارِ خفی کی معرفت ممکن ہے؟ اور وہ اشیاء کون سی ہیں جن کی معرفت غیر ممکن ہے؟

ج : جب حضرتِ ربّ کی معرفت ممکن ہے تو پھر ہر عظیم شے کی معرفت ممکن ہے، مثلاً عرش و کرسی، لوح و قلم، بہشت و دوزخ، کتبِ سماوی، ملائکہ، انبیاء و اولیاء (آئمہؑ) ارواح، وغیرہ۔

س۔ ۸ : عزیز ساتھیو! آپ میں سے کوئی سینیئر یہ بتائے کہ ہر عظیم شی کا مشاہدۂ باطن کس طرح ممکن ہو جاتا ہے؟

ج : جیساکہ حدیثِ قدسیٔ نوافل کا ارشاد ہے، اللہ تبارک و تعالیٰ اپنے بندۂ خاص کی آنکھ ہو جاتا ہے جس سے وہ مراحلِ رُوحانی اور مقاماتِ عقلانی کے حقائق و معارف کو دیکھتا ہے، اور یقیناً ایسی آنکھ جس میں خدا کا نور کام کر رہا ہو، اسرارِ ازل و ابد کو لوحِ محفوظ میں دیکھ سکتی ہے۔

س۔ ۹ : اے برادران و خواہرانِ روحانی! خوش بختی سے آپ پر اسرارِ امامت منکشف ہو گئے ہیں، لہٰذا آپ میں سے کوئی عزیز یہ بتائیں کہ امامِ مبین کا نورِ اقدس جو زندہ و گویندہ لوحِ محفوظ

ہے، اس میں قرآنِ کریم اور ہر چیز کس طرح محفوظ ہے؟

ج: (ا) قرآن ظاہراً ایک کتاب اور باطناً ایک نور ہے، وہ نور باطن میں نورِ امامت کے ساتھ ایک ہے۔

(ب) امامِ اقدس و اطہرؑ کی عقل و جان عقلِ کُلؑ اور نفسِ کُلؑ کے نام سے دو انتہائی عظیم فرشتے ہیں، اور یہی قلمِ الٰہی اور لوحِ محفوظ بھی ہیں، چنانچہ ان میں قرآن اور ہر چیز اپنی ازلی صورت و حرکت کے ساتھ موجود و محفوظ ہے۔

(ج) عالمِ بالا کا دُوسرا نام لامکان ہے، وہ اس مادّی کائنات کے برعکس ہے، اس میں ماضی بھی نہیں، مستقبل بھی نہیں، صرف حال ہی حال ہے، کیونکہ وہاں زمانِ ناگزرندہ (دہر) ہے، جس میں تمام ازلی و عقلی چیزوں کا تجدّد ہوتا رہتا ہے۔

س-۱۰: اے میرے بہت ہی عزیز روحانی بھائیو اور بہنو! کیا آپ اس حقیقت کی کوئی روشن دلیل پیش کر سکتے ہیں کہ قرآن اور امام کے نورِ واحد کا باطنی دیدار ممکن ہے، اور اس کے اسرارِ ازل کا مشاہدہ ہو سکتا ہے؟

ج: جی ہاں، انشاء اللہ، سورۂ نمل کا پُرحکمت خاتمہ اس طرح ہے: وَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ سَيُرِيكُمْ اٰيٰتِهٖ فَتَعْرِفُوْنَهَا (۲۷: ۹۳) ان سے کہو، تعریف اللہ ہی کے لئے ہے، عنقریب وہ تمہیں اپنی نشانیاں دکھا دے گا، اور تم انہیں پہچان لو گے۔ یعنی

عقلِ کُلّ (الحمد = حمد) اللہ ہی کا ہے، وہ تمہیں اسی مرتبۂ عقل پر اپنی آیات (قلم، لوح، قرآن، وغیرہ) دکھا دے گا، اور تم ان کی روحانی اور عقلی معرفت حاصل کروگے۔ آفاق و انفس کی تمام آیات (معجزات = نشانیاں، ۴۱/۵۴) جو حصولِ معرفت کے لئے ضروری ہیں، وہ سب کی سب قرآن اور امام کے نورِ واحد میں محدود و مرکوز ہیں (۳۶/۱۲)۔

س۔۱۱: اے برادران و خواہرانِ ایمانی! آپ کو اس حقیقت کا علم ہے کہ حضرتِ مولا علی علیہ السّلام کی علمی فضیلت و برتری تقریباً سب مسلمانوں کے نزدیک مسلّمہ ہے، لہٰذا آپ ان کے اس منظوم کلام سے کوئی حکمت بیان کریں: وتحسبُ انّکَ جرمٌ صغیرٌ + وفیکَ انطوی العالم الاکبر = اور تُو خیال کرتا ہے کہ تُو ایک چھوٹا سا جسم ہے، حالانکہ تجھ میں عالمِ اکبر لپٹا ہوا ہے۔ وانتَ الکتٰبُ المبینُ الّذی + باحرفہٖ یظھرالمضمرُ = اور تو وہ کتابِ مُبین ہے جس کے حرفوں سے پوشیدہ راز ظاہر ہوتے ہیں۔

ج: اگرچہ بنظرِ ظاہر یہ بیرونی کائنات عالمِ اکبر ہے، اور انسان عالمِ اصغر، لیکن حقیقت میں آدمی خود عالمِ اکبر ہے، کیونکہ آسمانوں اور زمین کو عالمِ شخصی میں لپیٹ لیا جاتا ہے، جیسے قرآنِ حکیم میں اس کا ذکر آیا ہے (۲۱/۱۰۴، ۳۹/۶۷) اور یہ سب سے بڑا معجزہ اُس وقت ہو جاتا ہے، جبکہ مومنِ سالک امامِ برحق علیہ السّلام میں فنا ہو جاتا ہے، اسی حال میں مومنین و مومنات کو نور حاصل ہو جاتا ہے۔ (۵۷/۱۲،

۵/۱۹، ۶۶/۸) اور وہ بولنے والی کتاب ہو جاتے ہیں، جس میں اسرارِ معرفت ہیں۔

س۔۱۲ : اے طالبانِ حقیقت! حضرت امامِ اقدس واطہر علیہ السّلام جو کتابِ مبین کے لئے نور و معلم بھی ہے (۵/۱۵) اور قرآنِ ناطق بھی (۲۳/۶۲، ۴۵/۲۹) اس سے بھرپور علمی و عرفانی فائدہ اٹھانے کے لئے کیا طریقہ ہو سکتا ہے؟

ج : مکمّل اطاعت وفرمانبرداری اور کامل محبّت و عشق کے ذریعہ سے امامِ عالیمقام میں فنا ہو جانا، تاکہ قیامتِ صغریٰ برپا ہو جائے، اور مولائے پاک کا مقدس نور کتابِ ناطق اور نامۂ اعمال کے طور پر کام کرے، یہ سب کچھ اسی زندگی میں ممکن ہے، تاکہ مومنین و مومنات کے لئے علم و معرفت کی لازوال دولت مہیّا ہو سکے۔

س۔۱۳ : میرے بہت ہی عزیز دیندار بھائیو اور بہنو! آپ اور تمام اہلِ ایمان پر اللہ تعالےٰ اور اس کے فرشتوں کا درود نازل ہو! (۳۳/۴۳) آپ یہ بتائیں، کہ ایسے دُرود کا نتیجہ و ثمرہ کیا ہے؟ اور وہ عظیم فرشتے کون ہیں جو ایمان والوں پر دُرود بھیجتے ہیں؟

ج : چونکہ یہ درُود اہلِ ایمان کو جہالت و نادانی کی تاریکیوں سے نورِ عقل کی طرف لانے کے لئے ہے، اس لئے یہ کہنا حقیقت ہے کہ دُرود کا میوۂ رُوح پرور علم و حکمت ہی ہے، اور خداوندِ بزرگ و برتر کے بعد صلوٰۃ بھیجنے والے فرشتے آسمان پہ عقلِ کُل

اور نفسِ کُل ہیں، اور زمین پر ناطق و اساس، جن میں دوسرے تمام آسمانی اور زمینی فرشتے جمع ہیں، پس امامِ زمانؑ جو دُعائے برکات فرماتے ہیں، وہ حقیقت میں درُود ہے، جس کا ذکر سُورۂ احزاب (۳۳ / ۴۳) میں ہے۔

س۔۱۴ : اے برادران و خواہرانِ حقیقی! رُوح ہر جا حاضر ہے، یعنی کائنات بھر میں موجود ہے (OMNIPRESENT) اور آپ بھی بتائیں کہ رُوح کے اعلیٰ سے اعلیٰ اوصاف کیا ہیں ؟

ج : انسانی روح نورِ الٰہی کا عکس ہے، جیسے آئینے میں آفتاب کا عکس ہوتا ہے، وہ ظلِ الٰہی ہے، وہ کنزِ مخفی ہے، وہ مونویلٹی ہے، وہ حقیقتِ حقائق ہے، وہ نفسِ واحدہ اور نفسِ کُل ہے، وہ جانِ جان اور جانان ہے، وہ مولا ہے، اور مولا ہی ہماری آخری اور اصل رُوح ہے، الحمدُ لِلّٰہِ ربِّ العٰلمین۔

ن۔ ن۔ (حُبِّ علی) ہونزائی
گلگت
۱۲۔ ذی الحجہ ۱۴۱۴ھ / ۲۴۔ مئی ۱۹۹۴ء

جوہرِ کائنات

۱۔ دنیا کی ہر چیز قانونِ جوہر کی بدولت قائم ہے، مثال کے طور پر جمادات کا جوہر نباتات ہیں، نباتات کا نچوڑ حیوانات، حیوانات کا خلاصہ انسان ہیں اور انسانوں کا جوہر انسانِ کامل، کیونکہ وہ فعلاً و عملاً عالمِ شخصی ہو چکا ہے، اور اس میں بطورِ خلاصہ ہر چیز آگئی ہے۔

۲۔ معدنیات اور قیمتی پتھر مٹی اور پہاڑوں کے جوہر ہیں، موتی سمندر کے جوہر، پھول پھل درخت کا نچوڑ ہیں، مغز پھل کا خلاصہ ہے، تیل مغز کا ست اور روشنی تیل کا جوہر ہے۔

۳۔ گھاس سے کہیں دودھ نہیں بن سکتا، مگر گائے وغیرہ کے کارخانۂ باطن میں پھولوں اور پھلوں سے اصل شہد کوئی نہیں بنا سکتا، مگر اس کام کی صلاحیت شہد کی مکھی کو عطا کی گئی ہے، الغرض دودھ کا خلاصہ مکھن اور پھولوں کا خلاصہ شہد ہے۔

۴۔ حقیقی مومنین اور اللہ کے دوست حلال ماکولات و مشروبات سے ذکر و عبادت اور علم و عمل کا جوہر بناتے ہیں، یہ جوہر کسی شک کے بغیر ایک نور ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ جو جو جواہر جمادات، نباتات، حیوانات، اور عام انسانوں سے بناتا رہتا ہے، ان سے کہیں زیادہ بہتر جواہر کاملین و مومنین

سے بنتا ہے۔

۵۔ اب ہم نتیجے کے طور پر یہ کہہ سکتے ہیں کہ جب آدمی روحانیت و عقلانیت کے درجۂ کمال کو حاصل کر لیتا ہے، تو وہ یقیناً جوہرِ کائنات ہو جاتا ہے، ایسے میں مکان و زمان کی تمام چیزیں اس کی طرف مرکوز ہو جاتی ہیں، جوہرِ کائنات کہیں یا گوہرِ کائنات مطلب ایک ہی ہے، اس گوہر یا جوہر میں بے شمار جواہر کی یک جائی اور وحدت ہے، اس لئے اسکے بے حساب اسماء و امثال ہیں، آپ قرآنِ حکیم میں گوہرِ کون و مکان کے زیادہ سے زیادہ ناموں اور مثالوں کو جاننے اور پہچاننے کے لئے سعی کریں، تاکہ اس عمل سے آپ کی تاویلی حکمت میں اضافہ ہو سکے، انشاء اللہ۔

ن۔ن۔ (حُبِّ علی) ہونزائی
راول ہوٹل۔ راولپنڈی
جمعہ ۸۔ ذی الحج ۱۴۱۴ھ / ۲۰۔ مئی ۱۹۹۴ء

حکمت آموز نصیحت

۱۔ اے نورِ عینِ من! اے عزیزِ من! نورِ حق کا عاشقِ صادق ہو جاؤ، کیونکہ تم کو اسلام کا ایک خاص مقام مِل گیا ہے، اور اس مقصدِ عالی کے تمام تر وسائل مہیا ہیں، دیکھو، سوچو، دنیا کے بے شمار انسانوں میں تمہارا دینی مرتبہ کیا ہے؟ ذرا پیچھے کی طرف مڑ کر جائزہ لو، کتنے لوگ ہوں گے، جو تمہاری منزل سے بہت ہی دُور اور بہت ہی پیچھے ہیں؟

۲۔ اے نورِ چشمِ من! میں مانتا ہوں کہ تم کئی اعتبار سے اچھے ہو، تمہاری خوش نصیبی اور سعادت مندی ہے، اسی لئے میں کہہ رہا ہوں کہ تم اپنی نیک بختی سے فائدہ اٹھاؤ، اور علم و عبادت میں خوب ترقی کرو، تم عالمِ اسلام کے ایک ایسے مذہب میں ہو کہ اس میں ترقی ہی ترقی ہے، پس سعی کرو اور آگے بڑھو، تاکہ آخرت میں کم ترقی ہونے کی وجہ سے کوئی افسوس نہ ہو۔

۳۔ اے نورِ نظر لختِ جگر! ذکر و عبادت کی غرض سے شب خیزی کی عادت بنا لو، مناجات بدرگاہِ قاضی الحاجات کے پُرنور وسیلے سے عشق و فنا کے سمندر میں غوطہ زنی کرو، تاکہ اس سے آئینۂ قلب پاک صاف ہو، پھر اس میں انشاء اللہ عالمِ علوی کی تجلیات دیکھو گے، اور اس کے نتیجے میں عشقِ سماوی مستحکم ہو گا۔

۴۔ اے نورِ دیدۂ من! حقیقی علم نور و سرور کا راستہ ہے، تم اس پر گامزن ہو جاؤ، اور خداشناسی کے بھیدوں کو حاصل کرتے رہو، اگر روز بروز علمی دولت میں اضافہ ہوتا رہتا ہے، تو دل و جان سے شکر کرو تاکہ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل ہو جائے، اور اس کی عطا کردہ نعمتیں برقرار رہیں۔

۵۔ اے میرے دل کے عزیزان! یہ زمانہ جس میں آپ دنیا میں آئے دورِ قیامت اور دورِ تاویل ہے، اس میں آپ سب کو حضرت قائم علیہ السلام کے علمی لشکر میں بڑی شکرگزاری کے ساتھ شامل ہو جانا ہے، کیونکہ اب تاویلی جنگ بڑے زوروں پر جاری ہے۔

۶۔ میرے بہت ہی عزیز ساتھیو! ظاہر میں بھی اور باطن میں بھی جب سب سے بڑی طاقت علم و دانش ہی ہے تو علمی حرب سب سے بڑی حرب کیوں نہ ہو، اگر یہ بات حقیقت ہے تو یہ کہنا بھی درست ہوگا، کہ جس طرح اللہ تعالیٰ کا آسمانی لشکر معزز ہے، اسی طرح زمینی لشکر بھی معزز ہے، جیسے سورۂ فتح (۴۸، ۴) میں ارشاد ہے: وَلِلّٰهِ جُنُوْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ = اور لشکرِ سماوی و ارضی خدا ہی کے ہیں۔

۷۔ دوستانِ عزیز! کوئی ایک اکیلی خوشی کی بات نہیں، بلکہ خوشیوں اور شادمانیوں کا ایک طوفانی عالم ہے، اب بہت زیادہ شکرگزاری کی ضرورت ہے، اور وہ برستے ہوئے آنسوؤں کے ساتھ ہونی چاہیئے، تاکہ خداوندِ قدوس اپنی رحمتِ بے پایان سے ہم سب پر مہربان ہو جائے،

اور ہم کو فخر و غرور کی بیماری سے بچائے، کیونکہ انسان از خود ہر حالت میں کمزور ہوتا ہے۔

۸۔ اے یارانِ طریق! آپ سب کے سب مِل کر اپنی ظاہری و باطنی قوتوں سے عزیب استاد کو آگے بڑھا رہے ہیں، اور یہ بھی ایک بہت بڑی دائرہ نما حکمت ہے کہ استاد و شاگرد ایک دوسرے کو بنا رہے ہیں، جس طرح آدمؑ سے حوّا کی تخلیق، اور حوّا سے آدم کی تکمیل ہوئی، نیز عقلِ کُل اور نفسِ کُل ایک دُوسرے سے پیدا ہوئے، جیسا کہ حضرتِ پیر کا قول ہے:-
زیکدیگر بزادند آن دو گوہر = وہ دونوں گوہر ایک دوسرے سے پیدا ہو گئے۔

۹۔ اے میوہ ہائے دلِ ما! جب آپ کو یقین ہے کہ آپ کی علمی خدمت قابلِ صد ستائش ہے، کیونکہ یہ مقدس خدمت سب سے پہلے قرآن اور اسلام کی ہے، پھر ملک، قوم، جماعت اور انسانیت کی ہے تو پھر آپ کسی بات کی پرواہ کئے بغیر اپنا کام کرتے جائیں، انشاءاللہ، مزید ترقی اور نیک نامی ہوگی، اور خداوندِ قدوس کی خوشنودی سب سے بڑی ہے۔

۱۰۔ اے برادران و خواہرانِ روحانی! جس طرح پرندوں کے دو دو پر ہوتے ہیں، اسی طرح آپ کے طائرِ جان کے بھی دو پر (بازو) ہیں، ان میں سے ایک عبادت کا ہے، اور دوسرا عِلم کا، جیسے پرندے تلاشِ رزق کے لئے اپنے پروں کو کثرت سے استعمال کرتے رہتے ہیں، اسی طرح آپ بھی علم و عبادت کے دونوں پروں سے بکثرت پرواز کرتے رہیں، تاکہ

بصورتِ تائیدی علم آپ کو رزق ملے۔

۱۱۔ اے میرے بہت ہی عزیز قلبی دوستو! آپ ازل کی حقیقت جاننے کے لئے کوشش کریں، ازل دراصل ماضئ بعید کا نام نہیں، بلکہ یہ روحانیت کی انتہائی بلندی پر مرتبۂ عقلانیت کا نام ہے، بالفاظِ دیگر عالمِ شخصی میں جو رُوحانی سفر ہے اس کی آخری منزل یا منزلِ مقصود ازل ہی ہے، جہاں ابد بھی ہے، یہ وہ عالیشان مقام ہے، جس میں انسان کی انائے عُلوی خدا کے نُور سے کبھی جُدا نہیں ہوئی۔

۱۲۔ اے دوستانِ حمیم! یقیناً آپ حصولِ علم اور اس کی خدمت کے لئے پیدا کئے گئے ہیں، زہے نصیب! آپ کو نور اور کتابِ مبین کے بھیدوں کا علم مل رہا ہے، آپ علم الیقین سے مطمئن ہیں، آپ چاہتے ہیں کہ یہ نعمتِ خداوندی دنیا میں عام ہو جائے، اسی معنی میں آپ سب کے خیر خواہ ہیں۔

۱۳۔ اے قرآنِ پاک اور امام مبین کے عاشقو! یہ اسی بابرکت عشق ہی کا ثمرہ ہے کہ آپ ہر وقت علم و حکمت کے جواہر کو چاہتے ہیں، اور حاصل بھی کر لیتے ہیں، آپ کی کتنی فیاضی ہے کہ یہ انمول موتی اور یہ بیش بہا لعل و گوہر دوسروں کو بھی دے رہے ہیں، آپ بڑے خوش نصیب ہیں کہ نہ صرف قیمتی موتیوں کی جمع آوری ہی سے شادمان ہو جاتے ہیں، بلکہ ان کو بانٹتے ہوئے بھی ازحد خرسند ہو رہے ہیں۔

۱۴۔ اے پاک فطرت و راسخ العقیدت مومنین و مومنات! اَلْحُبُّ لِلّٰہِ (خدا کے لئے یعنی خدا کی وجہ سے محبت کرنا) یہ ہے کہ ہم قرآنِ حکیم

اور امام آلِ محمدؐ سے محبّت کریں، اور اس پاک و پاکیزہ محبّت کو ترقی دے کر درجۂ کمال پر کیمیائے عشق بنائیں، تاکہ اس سے ہر باطنی بیماری کا علاج ہو، میں نے کچھ درویشوں کو دیکھا جو بطرزِ گریہ وزاری "نورِ عشق، نارِ عشق" کہتے ہوئے پگھل رہے تھے، اس کا مطلب یہ ہوا کہ سماوی عشق سب سے بڑا انقلاب ہے، جس میں سب کچھ ہے، میرا عقیدہ یہ ہے کہ... اَشَدُّ حُبًّا لِلّٰہِ (۲/۱۶۵، اللہ کے لئے بہت سخت محبّت = عشق) براہِ راست ممکن نہیں جبکہ حضرتِ ربّ کی ہدایت، اطاعت اور دوسری تمام چیزیں بالواسطہ ممکن ہوا کرتی ہیں۔

۱۵۔ اے ہمارے بہت ہی پیارے ارضی فرشتو! شیطان اور نفسِ کافر پر شعلہ ہائے سوزان برسانے کے لئے نورِ عشق اور نارِ عشق کی سخت ضرورت ہے، تاکہ جس سے وہ مغلوب ہو کر مسلمان ہو جائیں، یا ہم کو مزید نہ ستائیں، پھر اس جہادِ اکبر میں کامیابی کے بعد علم و عبادت کی حلاوت و مسرّت میں کئی گنا اضافہ ہو جائے گا۔

۱۶۔ اے سالکانِ راہِ حقیقت! قرآنی حکمتیں ہر زمانے کے لئے ہیں، چنانچہ بنی اسرائیل کے لئے خداوندِ عالم کا یہ حکم ہوا کہ تم اس گاؤں کے دروازے میں سجدہ ریز ہوتے ہوئے داخل ہو جاؤ (۲/۵۸، ۴/۱۵۴، ۷/۱۶۱) اور اس میں سب کے لئے یہ اشارہ موجود ہے کہ بفرمودۂ رسولؐ اسلام میں بھی ایک ایسا دروازہ ہے، جس میں سجدہ کرتے ہوئے خوش نصیب لوگ پیغمبرِ اکرمؐ کے علم و حکمت میں داخل ہو سکتے ہیں۔

۱۷۔ اے نورِ امامت کے پروانو! آپ سب کو یہ عظیم الشان فتح مندی اور کامیابی ہزار بار مبارک ہو! کہ آپ کی علمی و ادبی کوششوں کے ثمرات دُور دور تک پھیل رہے ہیں، اگر امامِ زمانؑ کی خوشنودی اور پاک دُعا حاصل نہ ہوتی تو یہ سچ ہے کہ ہم جیسے حقیر انسانوں سے اتنا بڑا کام ہرگز نہ ہوتا، اللہ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ یہ احسانِ عظیم اسی کا ہے۔

۱۸۔ علیؑ زمانؑ کے دوستدارو! جس طرح قیامِ بدن کے لئے ہر روز جسمانی غذا کی ضرورت ہوتی ہے، اسی طرح رُوح کے لئے ذکر و عبادت اور عقل کے لئے علم و حکمت از حد ضروری ہے، اور آپ یہ بھی جانتے ہیں کہ جسمانی نعمتوں کے مقابلے میں روحانی اور عقلی نعمتیں بدرجہا لذیذ تر اور بالاتر ہوا کرتی ہیں، یہی وجہ ہے کہ ارضی و سماوی فرشتے ہمیشہ ذکر و عبادت اور علم و حکمت میں مصروف رہتے ہیں، اور اسی عمل سے وہ پُرنور ہوجاتے ہیں۔

۱۹۔ اے اہلِ سعادت! حضرت مولانا امام سلطان محمد شاہ صلوات اللہ علیہ وسلامہ نے ڈاکٹر خلیفہ عبدالحکیم کو ایک دوستانہ خط لکھا تھا، جس کی تاریخ ۲۲ مئی ۱۹۵۰ء درج ہے، اس خط میں امامِ عالی مقامؑ نے تصوّرِ یک حقیقت (مونو ریالٹی) کی طرف توجہ دلائی ہے، اور یہی تصوّر "اسلام میرے موروثوں کا مذہب" میں بھی ہے، میرے خیال میں یہ دورِ قیامت اور دورِ تاویل کا سب سے بڑا انقلابی تصوّر ہے، لہٰذا اس میں بہت زیادہ سوچنے کی ضرورت ہے، میرا عاجزانہ مشورہ یہ ہے کہ "یک حقیقت" کو

سمجھنے کے لئے خود امام سلطان محمد شاہ علیہ السّلام کے ان ارشادات کو خوب غور سے پڑھا جائے جو رُوحِ مومن کی امکانی ترقّی سے متعلق ہیں۔

۲۰۔ میرے بے حد عزیز روحانی احباب! میرے ماں باپ آپ سے فدا! میری رُوح آپ سے قربان! آپ پگھلتے ہوئے دل سے دُعا کریں کہ امامِ اقدس و اطہر علیہ السّلام کی خوشنودی اور پاک دعا حاصل ہو!

آمین یا ربّ العالمین!!

ن۔ن۔ (حُبِّ علی) ہونزائی
ذوالفقار آباد۔ گلگت
منگل ۲۴۔ محرّم الحرام ۱۴۱۵ھ / ۵ جولائی ۱۹۹۴ء

روزنامہ نوائے وقت راولپنڈی ۱۸۔ جون ۱۹۹۴ء

شمالی علاقہ کے تین محققین کو ۹۴۔۱۹۹۳ء کا ایوارڈ دیا گیا

تقریب کا اہتمام خانۂ حکمت، ادارۂ عارف اور بروشسکی ریسرچ اکیڈمی نے کیا تھا

گلگت (پ ر) شمالی علاقوں کے ممتاز سکالروں، ادیبوں اور شعراء میں ایوارڈ تقسیم کرنے کی دوسری سالانہ تقریب پبلک سکول و کالج جوٹیال کے آڈیٹوریم ہال میں منعقد ہوئی۔ تقریب کا اہتمام خانۂ حکمت، ادارۂ عارف اور بروشسکی ریسرچ اکیڈمی شمالی علاقہ جات نے مشترکہ طور پر کیا تھا۔ شمالی علاقوں کے چیف کمشنر محمود خان جو اس موقع پر مہمانِ خصوصی تھے، اپنی تقریر میں ادبی سرگرمیوں کو فروغ دینے اور اہلِ قلم کی حوصلہ افزائی کے لئے ایوارڈز کی تقریب منعقد کرنے پر خانۂ حکمت اور دوسرے ماتحت اداروں کی تعریف کی اور یقین دلایا کہ علاقہ کے اہلِ قلم حضرات کی حوصلہ افزائی کے لئے حکومت کی طرف سے ہر ممکن تعاون کیا جائے گا۔ چیف کمشنر نے شمالی علاقہ جات کی تہذیب و تمدن اور اسلامی ادب کو ملک کے دوسرے حصوں اور غیر ممالک میں متعارف

کرانے پر علامہ نصیر الدین نصیر ہونزائی کو زبردست خراجِ تحسین پیش کیا، اور ان کی غیر معمولی تحقیقی اور ادبی خدمات کے اعتراف میں انہیں "حکیم القلم" کا خطاب دیا۔ یاد رہے کہ علامہ نصیر الدین نصیر ہونزائی کو اس سے پہلے بھی "لسان القوم" اور "بابائے بروشسکی" کا خطاب مل چکا ہے۔ علامہ نصیر الدین نصیر ہونزائی تقریباً ایکسو پچاس (۱۵۰) کتابوں کے مصنف کے علاوہ بروشسکی زبان کے پہلے لغت کے خالق ہیں اور ساتھ ہی اردو، فارسی اور مقامی بروشسکی کے معروف شاعر بھی ہیں۔ پچاس ہزار بروشسکی الفاظ پر مشتمل یہ لغات عنقریب مارکیٹ میں آنے والی ہے۔ اس موقع پر چیف کمشنر نے نوجوان سکالر اور محقق غلام عباس کے اسلامی فلسفہ سے متعلق خیالات کی بھی تعریف کی۔ غلام عباس لنڈن میں شمالی علاقوں کی تہذیب و تمدّن اور ادبیات پر پی۔ ایچ۔ ڈی کر رہے ہیں۔ تقریب میں ڈگری کالج گلگت کے پرنسپل میر عبد الخالق نے ادبی اور تحقیق کے میدان میں علامہ نصیر الدین نصیر ہونزائی اور غلام نصیر بابا چیلاسی جو "تھگ کے پیر" کے نام سے مشہور رہے کی خدمات پر مقالہ پڑھا اور شمالی علاقوں کی انتظامیہ سے اپیل کی کہ وہ گلگت کی چند سڑکوں کو جو بے نام پڑے ہیں، شمالی علاقوں کے معروف علمی شخصیات کے نام پر منسوب کیا جائے تاکہ اہلِ قلم کی حوصلہ افزائی ہو سکے۔ بلتستان کے مشہور محقق، دانشور، سید عباس کاظمی، ڈاکٹر غلام عباس اور میگل یونیورسٹی کنیڈا کی پروفیسر مسز بوستان ہیرجی نے اپنے الگ الگ مقالوں میں علامہ نصیر الدین کی علمی، تخلیقی کام کو زبردست الفاظ کے ساتھ سراہا۔ اس موقع پر علامہ نصیر الدین نے قلم کی عظمت کے عنوان پر اپنی تازہ نظم سُنائی جسے حاضرینِ تقریب نے بہت سراہا۔ اس

سے قبل غلام قادر چیف ایڈوائزر خانۂ حکمت نے خطبۂ استقبالیہ پیش کرتے ہوئے القلم ایوارڈز کے مقاصد بتائے اور کہا کہ اس کا بڑا مقصد علاقہ میں ادبی اور تحقیقی اشتراکِ عمل کو فروغ دینا ہے۔ اس موقع پر چیف کمشنر نے میزبان اداروں کی طرف سے ضلع دیامر کے غلام نصیر چیلاسی، بلتستان کے سیّد عباس کاظمی اور گلگت کے غلام عباس کو ان کی غیر معمولی ادبی خدمات کے اعتراف میں ۹۴-۱۹۹۳ء کے لئے القلم ایوارڈز دیئے گئے۔ جبکہ ۹۳-۱۹۹۲ء کے لئے القلم ایوارڈ معروف محقق عثمان علی اور محمد امین ضیاء کو دیا گیا۔

تقریب میں ڈپٹی کمشنر گلگت اور دُوسرے سرکاری حکام کے علاوہ عوامی نمائندے، ادیب، شعراء اور عمائدینِ شہر کے علاوہ خانۂ حکمت اور ادارۂ عارف کے کارکنوں نے حصہ لیا۔

Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

روزنامہ جنگ راولپنڈی ۲۱۔ جون ۱۹۹۴ء

علامہ نصیر الدین نصیر ہونزائی کو "حکیم القلم" کا خطاب دیدیا گیا

شمالی علاقوں کے اہلِ قلم کے مابین منظّم خطوط پر ریسرچ کو آگے بڑھایا جائے گا، محمود خان

گلگت (نمائندۂ جنگ) شمالی علاقوں کے اہلِ قلم کے مابین منظّم خطوط پر ریسرچ کے کام کو آگے بڑھانے کے لئے اشتراکِ عمل کا ایک جامع پروگرام تشکیل دیا جائے گا تاکہ علاقے کے اہلِ قلم کو اپنی علمی و ادبی صلاحیتوں کو اجاگر کرنے کا موقع میسّر آسکے۔ ان خیالات کا اظہار چیف کمشنر شمالی علاقہ جات محمود خان نے ناردرن ایریا کے ممتاز محققین اور ادیبوں میں "القلم ایوارڈز" کی تقسیم کی دوسری سالانہ تقریب سے بحیثیت مہمانِ خصوصی خطاب کرتے ہوئے کیا۔ پبلک سکول اینڈ کالج گلگت کے آڈیٹوریم ہال میں منعقدہ اس تقریب کا اہتمام خانۂ حکمت، ادارۂ عارف اور بروشسکی ریسرچ اکیڈمی شمالی علاقہ جات نے مشترکہ طور پہ کیا تھا۔ چیف کمشنر نے ناردرن ایریا سے تعلق رکھنے والے ۱۵۰ کتابوں کے مصنّف

اور معروف بین الاقوامی سکالر و خانۂ حکمت اور دیگر ماتحت اداروں کے بانی علاّمہ نصیر الدین نصیرؔ ہونزائی کی ادبی و تحقیقی خدمات کو خراجِ تحسین پیش کرتے ہوئے کہا کہ موصوف نے دنیا بھر بالخصوص جرمنی برطانیہ اور امریکا میں شمالی علاقوں کا تہذیبی و اسلامی ادب متعارف کرانے میں بے مثال کردار ادا کیا ہے۔ مہمانِ خصوصی نے علاّمہ نصیر الدین نصیرؔ ہونزائی کو "حکیم القلم" کا خطاب دیتے ہوئے علاقے کے عوام بالخصوص اہلِ قلم حضرات پر زور دیا کہ وہ اس عظیم دانشور کی خداداد صلاحیتوں سے بھرپور استفادہ کریں۔ تقریب سے ڈگری کالج گلگت کے پرنسپل میر عبد الخالق بلتستان کے سکالر عباس کاظمی، گلگت کے دانشور ڈاکٹر غلام عباس، خانۂ حکمت کے چیف ایڈوائزر غلام قادر اور امریکن یونیورسٹی کی پروفیسر بوستان ہیر جی نے بھی خطاب کیا۔ انہوں نے علاّمہ نصیر الدین نصیرؔ ہونزائی کے فلسفہ اور تخلیقات اور تحقیقی خدمات اور کاوشوں کو سراہتے ہوئے مطالبہ کیا کہ علاقے کی مختلف اہم شاہراہوں کو علاّمہ کے نام سے منسوب کیا جائے۔ اس موقع پر علاّمہ موصوف نے قلم کے عنوان سے اپنی تازہ نظم سنائی۔ تقریب کے اختتام پر مہمانِ خصوصی چیف کمشنر شمالی علاقہ جات محمود خان نے شمالی علاقوں کے دانشوروں میں ایوارڈز تقسیم کئے۔ ۹۴-۱۹۹۳ء کا القلم ایوارڈ بابا نصیر چیلاسی عرف تھکے پیر، سید عباس کاظمی بلتستان اور ڈاکٹر غلام عباس گلگت، جبکہ ۹۳-۱۹۹۲ء کا القلم ایوارڈ پروفیسر میر عثمان علی اور محمد امین ضیاء کو دیا گیا۔ بعد ازاں چیف کمشنر نے بروشسکی ریسرچ اکیڈمی کے زیرِ اہتمام کتابوں کی نمائش کا معائنہ بھی کیا۔

هفت روزہ اخبارِ جہاں کراچی
۱۷-۱۱ جولائی ۱۹۹۴ء

جنّت نظیر ہنزہ

تلخیص و ترجمہ، محمد نعیم اختر

علامہ نصیر الدین نصیر ہونزائی علاقے کے بہت مشہور شاعر اور عالمِ دین سمجھے جاتے ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ وہ بُروشسکی زبان کے پہلے شاعر ہیں۔ اور اس زبان کی تحقیق و تدوین میں انہوں نے اپنی ٦٢ سالہ زندگی گزار دی ہے۔ انہیں اس امر پر افسوس ہے کہ شاہراہ قراقرم کی وجہ سے اصل بروشسکی زبان پر انگریزی اور اُردو الفاظ کا غلبہ بڑھتا جا رہا ہے، اور یہ زبان اپنی اصلیت کھوتی جا رہی ہے۔ علامہ نصیر الدین اس قدیم زبان کو اپنی شاعری کے ذریعہ زندہ رکھنا چاہتے ہیں، اور ان کی شاعری کے کیسٹ ہنزہ کے تقریباً ہر شخص کے پاس دیکھے جا سکتے ہیں۔

خانه حکمت ادیان